چہ گویم با تو گر آئی جہاد ر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء
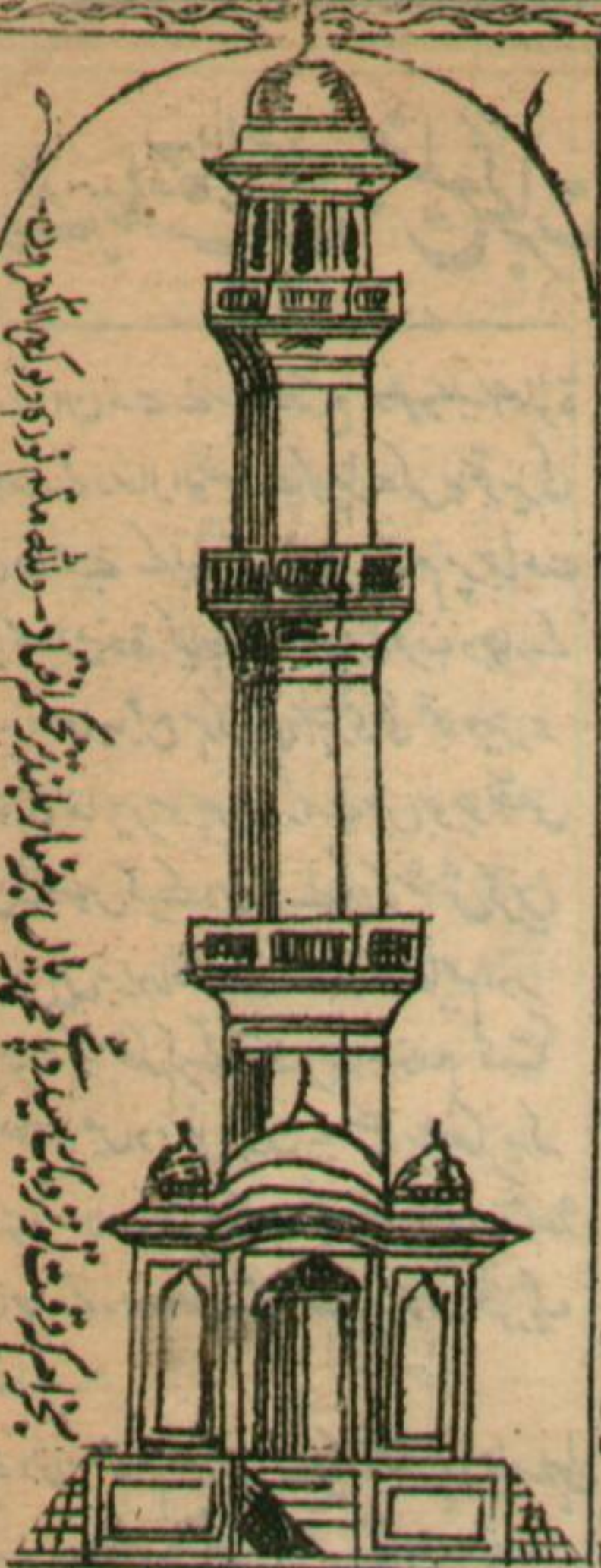
۱۱ - جون ۱۹۰۶ء - ۱ - رؤیا - دیکھا کہ پندرہ سولہ نوجوان عورتیں خوبصورت اور نہایت خوشنما لباس پہنے ہوئے میرے سامنے آئی ہیں میں نے اس خیال سے کہ یہ جوان عورتیں ہیں منہ اُن سے پھیر لیا اور اُن سے پوچھا کہ تم کیسے آئی ہو انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے پاس ہی آئی ہیں پھر انہوں نے وہیں ہمارے دالان میں ڈیرے لگا دیئے۔
فرمایا - رؤیا میں عورت سے مراد اقبال اور فتحمندی اور تائید الٰہی ہوتی ہے۔ اس رؤیا میں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں عورتوں میں وہ بھی ایک عورت تھی جو پہلے کبھی آئی تھی - فرمایا اسمیں اشارہ ایک پرانے رؤیا کیطرف تھا جو حضرت والد صاحب کی وفات کے چند یوم بعد میں نے دیکھا کہ میں ایک پیڑھی پر بیٹھا ہوں تو ایک عورت نوجوان عمدہ لباس پہنے ہوئے تیس بتیس سال کی میرے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا ارادہ اب اس گھر سے چلی جانے کا تھا - مگر تمہارے لئے رہ گئی ہوں۔

۲ - ایک زلزلہ کا نظارہ دکھائی دیا اور ساتھ ہی اس کے الہام ہوا۔
لمن الملک الیوم - للہ الواحد القہار
ترجمہ - آج ملک کس کا ہے - اللہ تعالیٰ واحد قہار کا۔
۳ - مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور ان کی تعظیم ملوک اور ذی الجبروت کرتے ہیں اور اُن پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا - اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں - فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے - انا اخذناک بعذاب الیم پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔
۱۴ - جون ۱۹۰۶ء - اذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون۔
۱۶ - جون ۱۹۰۶ء - زلزلہ آنے کو ہے۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

منشی نور الدین صاحب کلرک ڈاکخانہ امرتسر کی ہمشیرہ اور لڑکی کا۔

کون سبقت کریگا

مولوی احمد نور صاحب کابلی مہاجر کا نام احمدی جماعت میں خوب روشن ہے مہاجر صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور جان نثار خدام میں سے ہیں اور صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کے خاص احباب میں سے - یہ قابل قدر مہاجر نکاح کرنا چاہتا ہے نوجوان ہے عمر تیس ۳۰ سال کے اندر خوبصورت - محنتی - جفاکش متقی دیندار عالم آدمی ہے اور تجارت کرکے معقول آمدنی رکھتا ہے قوم کا سید ہے - غرض ہر طرح سے لائق ہے - ایسا موقع کم ملتا ہے - درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں۔

اطلاع

(۱) کتابوں کی رعایتی قیمت کے اعلان کے متعلق یاد رہے کہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء کے بعد تفسیر القرآن کی پوری قیمت ہے، اور سلک مروارید ۸ر رہے گی - ازالہ اوہام کی صرف دوسری جلد باقی ہے۔
۲ - سال کا نصف حصہ گذر گیا ہے بقایا داران کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ لوگ مطبع کو نقصان پہونچاتے ہیں جو وی پی واپس کرتے ہیں - یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

زلزلہ

جناب شیخ صاحب - سلام علیکم - آج صبح الحکم مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء کا پرچہ ملا دوسرے صفحہ پر یہ شعر لکھا پایا - نظم مکذب

ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانیکے دن

آج ہی مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۶ء کی راتکو سوا گیارہ اور ساڑھے گیارہ بجے کے درمیان یہاں منصوری پر سخت زلزلہ آیا اسوقت حضور علیہ السلام کے الہام یاد آتے تھے - یہ زلزلہ گو جلد ختم ہو گیا مگر ۴ اپریل ۱۹۰۵ء سے کم نہ تھا مکانوں کی عجب حالت تھی - آپکو اسلئے اطلاع دیا کرتا ہوں کہ آپ دارالامان میں رہتے ہیں ہمارے لئے دعا کیا کریں اور حضور مسیح علیہ السلام کی خدمت میں ہماری طرف سے دعا کیلئے عرض کر دیا کریں اور احمدی جماعت منصوری کیطرف سے سلام علیکم بھی عرض کر دیں - مشکور ہوں گا - از کوہ منصوری شاتو ہوٹل سردار خان احمدی
۲ - مکرمی مخدومی جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء کو یہاں پر بہت زلزلہ محسوس ہوا یہانتک کہ سارے شہر میں ایک تہلکہ مچ گیا - اس علاقہ میں جالندھر کریام - گڑہ شنکر تک بھی معلوم ہوا ہے - اور زلزلہ ۱۱ بجے رات کو آیا - پورے طور پر ہم نے تحقیق کیا ہے - سب لوگ بالاتفاق یہی گواہی دیتے ہیں کہ زلزلہ آیا - اور سخت آیا - اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے - آمین - خاکسار رحمت اللہ احمدی گڑہ شنکر - بقلم برکت علی خان محرر الحکم حال رخصتی

(کتبہ مجید حسن مجنوری عفی عنہ)

والفاظ قرآنی کو بحال رکھکر اور احادیث صحیحہ ثابتہ کو قایم رکھکر منقولی طرز پر جدا ثابت کیا حضرت مرزا صاحب نے اس بارہ میں ایسی مبسوط بحثیں کی ہیں - اور ایسے پے در پے اور متواتر تحریر لکھی ہیں - کہ اسوقت لاکھوں اشتہارات شائع و ذائع ہو چکے ہیں گھر گھر کی کنواری لڑکیاں تک واقف ہو گئی ہیں کہ مسیح اسرائیلی نبی اور انبیا کی طرح فوت ہو گیا ہے -

ان پڑھ دیہات ہیں - عالم و فاضل میں اور ہر ایک متنفس میں غل مچ گیا - اور زمین سے آسمان تک شور پڑ گیا کہ عیسائیوں کا خدا یسوع مسیح مر گیا - مر گیا - اور اب کسی کے جلانے سے وہ زندہ نہیں ہو سکتا - یہہ ساری کارروائی کس نے کی؟ یہ سب اصلاح کس ذات سے ہوئی صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد قادیانی کی ذات والا صفات سے - جن کی فطرت میں جبلتاً ہی ریفارمیشن کا مادہ خدا کی طرف سے ودیعت رکھا گیا تھا -

یہہ ایک غور طلب بات ہے - بہتیرے لوگ ہیں جو شراب نہیں پیتے - اس لئے نہیں - کہ خدا کی ممانعت اور گناہ ہے بلکہ طبعاً - اور بہت لوگ ہیں جو شراب وغیرہ کی بیخ کنی کے لئے بڑی بڑی اسپیچیں دیتے - تحریروں اور تقریروں سے شراب کی مذمت کیا کرتے ہیں - لیکن وہ اس کے استیصال کے لئے سچا جوش پیدا نہیں کر سکتے اُنکی ریفارمیشن بالکل تھوڑے ہی لوگوں تک محدود رہتی اور آخر کار تھک کر رہ بھی جاتے ہیں - طبعی جذبات کے اظہار کے لئے کبھی سچا جوش پیدا ہو نہیں سکتا - بخلاف اُن لوگوں کے جو خدا سے قوت پاکر اور مامور من اللہ ہو کر ریفارمیشن کا بیڑا اُٹھاتے اور ایسا فوق العادت استقلال ظاہر کرتے ہیں - کہ نہیں ٹلتے نہیں تھکتے اور کبھی نہیں ہارتے - جب تک اُس اصلاح کو دنیا میں قایم نکر جائیں - دنیا میں جن لوگوں نے کسی ناپاک عادت کے استیصال کا بیڑا اٹھایا ہے اور آخر کار اوس ناجائز حرکت کو اُڑایا ہے - وہ ہمیشہ اسی قسم کے راستباز تھے کہ ایک بات پر ایسے اڑے ایسا استقلال دکھایا کہ دنیا کے کسی لالچ یا رعب نے اون کے ارادے کو ذرا متزلزل نکیا - اور بے شک اسی ریفارمیشن سے پھر ایسے عمدہ نتیجے پاکیزہ چشمے پیدا ہوئے کہ ساری دنیا اُن کے روحانی فیضان سے سیراب ہو گئی - اور اہل دنیا کے سامنے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنا کر دکھا دیا -

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وکیل کے نوٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اسکے بعد بھی اگر وہ وہی سبق رٹنے لگا تو اسکی حقیقت کو اور بھی طشت از بام کیا جاویگا - بحولہ وبقوتہ تعالیٰ -

حضرت اقدس کا پوتا علیگڈھ کالج میں

خدا جانے ہمارے ملک کے اخبار نویس اپنے فرائض کو کب سمجھنے لگیں گے اور انہیں کب تنقید کا طریق معلوم ہوگا - حال میں عزیزہ مرزا عزیز احمد نبیرہ حضرت اقدس علیگڈھ کالج میں تعلیم پانے کے لئے گیا ہے اسپر ہی بعض اخبارات طبع آزمائیاں کرنے لگے ہیں - اگر ان کی اخبار نویسی کا یہی اصول کرنی مسلم ہے تو غالباً وہ دن دور نہ ہوگا جوان کی جودت طبع کل کو حضرت اقدس یا آپ کے خدام کی نسبت یہہ اعتراض کرنے کو طیار ہو کہ فلاں شخص کیوں ٹوپی پہنتا ہے یا فلاں نے کیوں پگڑی باندھی ہے - افسوس ہے یہ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ وہ کون سے امور او معاملات ہیں جنپر ہمیں بحث کرنے کی حاجت ہے؟

سر دست صرف اسیقدر کافی سمجھ لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا نام آجاوے اور کوئی بھی فعل اسپر بحث شروع کر دیجاتی ہے -

مرزا عزیز احمد صاحب کے علیگڈھ کالج میں جانے کا سوال ایسا سوال نہ تھا کہ اسپر بحث ہوتی - مگر اخباری کیبڑوں نے اسے چھیڑا ہی چھیڑا - اس مسئلہ کے متعلق یہہ اعتراض کئے جاتے ہیں -

۱ - علی گڈھ میں مذہبی تعلیم کی جب کہ احتیاط نہیں پہر وہان کیوں بھیجا -

۲ - اسلامیہ کالج کو جو قریب تھا کیوں چھوڑا - کیا وہان علی گڈھ کی مذہبی تعلیم کی نسبت کمی ہے -

۳ - کیا مرزا عزیز احمد ایسے متدین ہیں کہ وہان کی جنٹلمینی انپر اثر نکرے گی -

اِن سوالات کے جواب نہایت مختصر طور پر دئے جاوینگے -

امر اوّل کی نسبت تو میں وہی کہوں گا کہ یہہ سوال محض فضول ہے - اگر ایسے معترضین سے کوئی پوچھے کہ میاں تم رام لال یا شاما داس کی دوکان سے کیوں سودا لیتے ہو؟ تو شاید وہ کہنے کو طیار ہوں کہ یہہ ہمارے پرائیویٹ معاملات ہیں ہم ان کے نشیب و فراز خوب سمجھتے ہیں - تاہم مجھے حیرت ہے کہ وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ ہر روز دیکھتے ہیں کہ ہزاروں مسلمان طالب علم مشن سکولوں اور کالجوں میں (جہاں کھلم کھلا عیسائی مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے اور انسی اندر اسلام سے مخالف کرایا جاتا ہے)

جاتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں لیکن ان خیالی ریفارمروں کی رگ حمیت کبھی جوش میں نہیں آتی -

علی گڈھ میں مذہبی تعلیم کی احتیاط ہوتی ہے یا نہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی گڈھ کالج میں دینیات کی باضابطہ تعلیم دیجاتی ہے - نمازوں کی پابندی کے لئے مناسب تجویزیں سوچی جاتی ہیں - سید صاحب کی کوئی کتاب درس میں داخل نہیں بلکہ مجھے ایک معزز عہدہ دار کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے وہان کی لائبریری میں بھی ان کتابوں کو نہیں پایا -

علاوہ بریں ہمارے نزدیک جبکہ مذہبی تعلیم کی وہ احتیاط اور تاکید جو ہونی چاہئے کہیں بھی نہیں ہوتی - تو پہر یہہ ہمارا فرض ہے کہ ایسے دو کالجوں میں سے جو تعلیم اور تربیت کے لئے بہترین کالج ہو اسے منتخب کریں -

اور میں اسکے لئے بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اسلامیہ کالج کو علی گڈھ کالج سے کوئی نسبت ہی نہیں - چونکہ وہان کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہے اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ مرزا عزیز احمد صاحب وہان ہی جاویں -

امر دوم کے متعلق زیادہ کہنے کی اب حاجت نہیں اسلامیہ کالج کو پسند نکرنے کی بڑی وجہ وہان کی تعلیم ہے - اور علاوہ بریں ہمنے اپنے طالب علموں کو اسلامیہ کالج اور علیگڈھ کالج میں بھیجکر تجربہ کیا ہے - گذشتہ سال میں علی گڈھ کالج میں ایک طالب علم بی - اے کلاس میں بھیجا گیا اور چند طالب علم ایف اے اور بی - اے کلاس میں اسلامیہ کالج لاہور میں بھیجے گئے - جو سلوک ہمارے ان طالبعلموں سے کیا گیا - اور جسطرح پر ان کی مذہبی آزادی چھیننے کی کوشش کی گئی وہ ابھی ہمیں بھولی نہیں برخلاف اس کے علی گڈھ میں جانیوالا طالب علم نہایت خوش وہان کے پروفیسروں کے حسن سلوک کا شکر گذار ہے - اسی بنا پر مناسب سمجھا گیا ہے - کہ اس سال اور طالب علم وہان جاویں چنانچہ ایک بی - اے کلاس میں اور ایک ایف اے کلاس میں پہر بھیجا گیا اور جو خطوط ان بچوں کے آئے ہیں - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سے بڑی خوشدلی سے سلوک کیا جاتا ہے - حضرت اقدس کے خلاف ان سے کوئی گفتگو نہیں - اس سوال کا تذکرہ نہیں - یہانتک کہ جب انہوں نے اپنے اصول کے موافق علیحدہ نماز پڑھنے کی خواہش کی تو فوراً اجازت دیگئی - ایسی صورت میں اگر علی گڈھ کالج کو اسلامیہ کالج پر ترجیح ندیں تو کیا کریں؟ اور اسلامیہ کالج علی گڈھ کے مقابلہ میں چیز ہی کیا ہے؟

بحالت موجودہ

کیا وہ دن بھول گئے - جو اسکی انتظامی کل کے پرزے ایک دوسرے کو کاٹنے دوڑتے تھے اور جاپان و روس کی جنگ کے نقشے صحن کالج میں دکھائے جاتے تھے؟

اس ذیل میں شاید یہہ ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا - کہ کیا ایڈیٹر پنجہ فولاد صاحب بتا سکتے ہیں؟ کہ اسلامیہ کالج کے اراکین کے لڑکوں میں سے کوئی مشن کالج میں تعلیم پاتا ہے؟ اور اگر پاتا ہے تو وہ گہر میں اسلامیہ کالج چھوڑ کر وہان کیوں بھیجا گیا؟ اور پچھلے دنوں جب یہ سوال اٹھایا گیا تھا تو اسکی ضرورت کیوں پیش آئی تھی -

امر سوم کے متعلق مجھے زیادہ نہیں کہنا - خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے اور امید یقین کے رنگ میں بدل چکی ہے کہ انشاء اللہ العزیز ہمارا عزیز اس زہریلے اثر سے متاثر نہ ہوگا - کیا پچھلے دنوں جو رپورٹ وہان کے نتیجہ امتحان دینیات کی شائع ہوئی تھی اس نے نہیں بتا دیا کہ کل علیگڈھ میں اول رہنے والا طالب علم قادیان کا بھیجا ہوا طالب علم تہا - جس نے ایسے سوالات کے عمدہ جواب دیئے - جو اگر لاہور کے اسلامیہ کالج میں دیئے جاویں تو مجھے بہت کم امید ہے وہان کے طالب علم حل کر سکیں - بہر حال ہدایت پانا اور ہدایت پر قایم رہنا - یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے یہ ہزاروں لاکھوں مرتد ہونے والے عیسائی کس علیگڈھ کالج میں گئے تھے؟ آب و ہوا اور صحبت کا اثر ضرور ایک چیز ہے لیکن ہمکو خدا کے فضل پر بھروسہ ہے اور تجربہ نے بتا دیا ہے کہ ہمارے بچے لاہور جاویں یا علی گڈھ وہان کی مذہبی ہوائیں انپر اثر نہیں کرتی ہیں - میرا خیال ہے کہ آیندہ ایسے سوالات پر اخبارات میں بحث کرنا فضول امر ہوگا - اور ایڈیٹر صاحبان اپنے غرض کو ناحق ضائع کرنے کی گی کرینگے -

امرتسر ہیڈ آفس میں دیسی پوسٹ ماسٹر مقرر ہونا چاہیے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے اس پر ایک مختصر سا نوٹ لکھا تہا - اور وہ پرچہ خصوصیت کے ساتھ بابو متھرا داس صاحب پوسٹ ماسٹر امرتسر کو بہیجا گیا تہا اس خیال سے کہ اگر کوئی امر قابل تردید ہو تو وہ لکھیں میں فوراً اسے مناسب ریمارک کے ساتھ درج کر دیتا اسلئے کہ بابو متھرا داس صاحب سے مجھے کوئی ذاتی تعارف اور تعلق نہیں اور نہ انکے ماتحت میرا کوئی رشتہ دار ملازم - ایسی صورت میں مجھے جو کچھہ کہنے کی ضرورت پیش آئی ہے وہ محض عام خیر خواہی ہے -

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امرتسر ہیڈ آفس میں دو پارٹیاں بن چکی ہیں ایک کے سرپرست اور مربی ہمارے مہربان بابو متھرا داس صاحب ہیں اور دوسرے وہ غریب ہیں جن میں سے ایک بیچارا پیٹا گیا۔

اگر یہی حالت چندے رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ اور گل نہ کھلنے لگیں۔ اسوقت شاید موجودہ حالت کی نسبت زیادہ سختی سے نوٹس لینا پڑے اسلئے محکمہ ڈاک خانہ کے اعلےٰ افسرون کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ابھی اس پھوڑے کو چیر کر اسکی آلائش نکال ڈالیں ورنہ پھر یہ ناسور بنکر بہنے لگے گا۔

میں حیران ہوتا ہوں جب یہ دیکھتا ہوں کہ ایک ہی نوٹ کے نکلنے پر روزانہ ڈاک میں متواتر ہیڈ آفس امرتسر کی شکایتوں کی بھرمار ہونے لگی ہے۔ اور جہانتک میں احتیاط اور نیک نیتی سے دیکھتا ہوں میں ان شکایات کو صحیح باور کرنے کے وجوہات قوی پاتا ہوں۔ بااین مجھے خوشی ہوگی اگر بابو متھرا داس صاحب انمیں سے کسی ایک کے بھی غلط ہونے کا اظہار کر سکیں۔ الحکم کے کالم جیسے انکے خلاف شکایات کے لئے کھلے ہیں اسی طرح ان کی تردید کے لئے بھی کھلے ہیں بشرطیکہ معقول اور متانت کے ساتھ ہو۔

بابو متھرا داس صاحب ہندو مسلمانوں کا جو بیہودہ سوال اپنے ماتحتوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اپنے سلوک اور رویہ سے ایک فریق کی دھڑ طرفداری کرتے ہیں یہ راہ بہت خطرناک ہے یہی وجہ ہے جو میں اس امر پر زور دے رہا ہوں کہ امرتسر کے ہیڈ آفس میں یوروپین پوسٹماسٹر ہونا چاہیئے۔

پچھلی اشاعت میں ایک کلرک کے پٹنے کی خبر شائع ہو چکی ہے اب ایک غریب مسلمان امیدوار کی داستان سنئے۔ مجھے یہ بھی دلی رنج سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ امرتسر کا اخبار وکیل اپنے شہر میں ایسی وارداتوں کو پاتا ہے اور مسلمانوں کی حمایت کا مدعی ہونے کے باوجود خاموش ہے۔ یہ حرکت سراسر قابل اعتراض ہے وہ بطور خود ان امور کی تحقیقات کرے۔ اور مقامی معاملات پر زور دیکر لکھے۔

ہاں تو اس غریب امیدوار کی داستان دلدوز یہ ہے کہ جب ہیڈ آفس میں کام سیکھنے کیلئے بھیجا گیا اسے یہ خیال اور امید تھی کہ میں ڈاکخانہ کا کام سیکھونگا۔ مگر اسکی امید یاس سے بدل گئی اور اسکی خوشی حیرانی سے تبدیل ہوئی جب اسے اہل قلم کے زمرہ کی بجائے پنکھا قلیوں کی مد میں کام سیکھنا پڑا۔ اسکا قصور اگر کوئی ہو سکتا ہے تو یہ کہ وہ مسلمان تھا۔ غریب تھا۔ اگر یا جمیعت اور غیور

ستے اس پنکھا کشی کی ڈیوٹی کو لینے کے لئے نامناسب پایا اور چلتا ہوا اور آج ڈاکخانہ میں آتا ہے۔ میرے نزدیک یہ نسخہ مسلمانوں کو نکالدینے کا ہے عجیب اسلئے کہ یہ جتنی سے انہیں ایسی ڈیوٹیوں سے عار ہے۔ اور جہان کوئی امیدوار داخل ہوا اسے یہی کام دینا چاہیئے بلکہ بہتر ہو علام طور پر شائع کر دیا جاوے کہ جہان امیدوار کیلئے قابلیت وغیرہ شرائط ضروری ہیں وہان اسکی درستی صحت کیلئے پنکھا کشی کے لئے ایک مہینہ پنکھا قلی کا کام بھی کرنا ہوگا۔ وہ بدون چون وچرا چلا جاوے گا۔

بابو متھرا داس صاحب کو یہ مجرب نسخہ اگر انکی ہی ایجاد ہے پیٹنٹ کرا لینا چاہیئے۔ ورنہ کہیں دوسرے فرقہ والے بھی اپنے برادران یوسف کے ساتھ یہی برتاؤ نکریں۔ اسپر جسقدر افسوس ظاہر کیا جاوے بجا ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسی باتوں کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب کا دفتر امرتسر میں موجود ہے مگر ایسی باتوں پر نوٹس لینے کی وہ ضرورت نہیں سمجھتا۔ بے شک ضرورت نہیں ہو سکتی اگر یوروپین پوسٹماسٹر ہو کیونکہ اس صورت میں ایسی شکایات نہیں ہوتی ہیں ورنہ کوئی بتلائے کہ جب تک امرتسر ہیڈ آفس کا چارج یوروپین ہاتھوں میں رہا کوئی ایسی شکایت ہوئی ہو اور کسی مسلمان کے ساتھ ایسا سلوک ہوا ہو۔ ان امور پر نظر کر کے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یوروپین پوسٹماسٹر رکھا جاوے۔ اگلی اشاعت میں میں اس سے بھی عجیب غریب حالات بتاؤنگا۔ انشاءاللہ۔ اور یہ سلسلہ اسوقت تک بند نہو گا جب تک مناسب تدارک نہو لے۔

پیسہ اخبار و پیشگوئی زلزلہ کی تردید

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میر قاسم علی صاحب کی ایک نظم درج ہو چکی ہے آج سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک فصیح البیان شاعر جناب نواب خان صاحب ثاقب جاگیردار مالیر کوٹلہ و تاریخ نگار ریاست کی قابل قدر نظم درج کیجاتی ہے جسے پڑھکر ناظرین محظوظ ہونگے پیسہ اخبار میں حوصلہ نہیں کہ وہ اس نظم کو درج کرے

(ایڈیٹر)

پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء میں جناب عبدالعزیز خان شاگرد حضرت داغ دہلوی نے ایک نظم لکھکر پیشگوئی زلزلہ کی تردید میں طبع آزمائی فرمائی ہے ہمیں اس امر پر بحث کرنا منظور نہیں کہ یہ اردو شاعری کے لحاظ سے کیسی نظم ہے طرز ادا اور اسلوب بیان کیسا ہے۔ بلکہ ہمیں حضرت داغ ایسے نامور استاد جہان کے شاگرد عزیز کو ان چند متضاد مضامین پر آگاہ کرنا مد نظر ہے جو وہ اپنی نظم میں لکھ چکے ہیں۔ شاید اختلاف مضامین غزل گوئی کا اثر ہے کہ ایک شعر کا مضمون دوسرے شعر کے مضمون سے جدا۔ مزاہ۔ اور رانو کہا ہونا چاہیئے

(۱) وہ فرماتے ہیں کہ اب زلزلہ آنے کے دن نہیں ہیں مگر پھر لکھتے ہیں کہ زلزلے آیا کرتے ہیں قدیمی بات ہے اور آئینگے۔ گھبرانے کی بات نہیں ہمیں ڈرنے کا موقع نہیں۔

(۲) لکھتے ہیں کہ نزول عیسیٰ اور خروج دجال میں ابھی مدت دراز ہے اسپر آرزو رکھتے ہیں کہ عیسیٰ اور مہدی کو خدا ابھی بھیجدے۔ آپ کے نزدیک ضرورت بھی ہے اور آنے میں دیر بھی بہت ہے۔

(۳) وہ لکھتے ہیں۔ کہ اسلام کے پھیلانے کے کیا معنے۔ ختم نبوت ہو چکا۔ اکمال دین ہو چکا۔ امت کو مرحوم کا لقب اور خیر امت کا خطاب عنایت ہو چکا اب نہ دین پھیلانے کی ضرورت نہ کسی مصلح اور مہدی کی حاجت نہ امت مرحوم کو زلازل و امراض و دیگر مصائب سماوی و ارضی سے خوف زدہ ہونے اور گھبرانے کے دن۔ بلکہ بے کھٹکے زندگی بسر کرنا اور امت مرحوم کے لقب کے بھروسہ پر معاصی اور گناہوں پر دلیری کرنا چاہیئے۔ ان سب باتوں کو مانکر پھر مہدی و عیسیٰ کو قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دینا کیسا بے ساختہ پن کا مضمون ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ

"گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانے کے دن"

اس سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مرجھانے اور افسردہ ہو جانے کے دن تو موجود ہیں۔ لہرانے کے دن آنے والے ہیں۔"

ان متضاد مضامین کو پڑھکر ایک غزل گو مشورہ دے سکتا ہے کہ اگر آپ کو طبع آزمائی کرنا ہی منظور تھا تو خط و خال۔ زلف و گیسو۔ حسن و عشق۔ گل و بلبل پر گلفشانی فرماتے۔ اور جو چاہتے کہہ گزرتے۔

وهم في كل واد يهيمون

مگر عداوت اور تعصب کا برا ہو ہر ایک اپنی اپنی بے تکی ہانک رہا ہے اور حضرت مرزا صاحب مدظلہ کی سچی اور مفید باتوں کو جھٹلانے اور آپکے برخلاف کچھ نہ کچھ کہدینے کو فخر سمجھتا ہے۔ اب ہم ناظرین الحکم کی دلچسپی کیلئے نظم عزیز کے جواب میں نظم لکھتے ہیں ممکن ہے کہ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار ہفتہ وار یا روزانہ پیسہ اخبار میں الحکم سے لیکر چھاپ دیں اور اسطرح عبدالعزیز خان صاحب کی نظر سے بھی گذر جائے اور وہ پھر اسپر غور فرمائیں۔

خاکسار محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ۔

نظم

کانپ اوٹھ اے سنگدل ہیں زلزلہ آنے کے دن
موم ہو جانیکے دن دل کے پگھل جانیکے دن

اے عزیز داغ ہیں یہ سخت گھبرانے کے دن
دل کے ہل جانیکے دن اور تن کے تھرانیکے دن

پاؤں پھیلائے رہو گے غفلتوں میں تابکے
اب دعا کے واسطے ہیں ہاتھ پھیلانے کے دن

آ رہا ہے زلزلہ پر زلزلہ اور اسپہ آپ
کہ رہے ہیں اب نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

شاعری کے نازمیں ہے عرش پر تیرا دماغ
کبر کی اونچی عمارت کے ہیں گر جانے کے دن

داغ اوستاد غزل تھے اے عزیز باتمیز
آپکے تھے گنگنانے اور غزل گانے کے دن

زلزلہ کی بات رد کرنا نہ تھا بچوں کا کھیل
آپکے تھے کودنے اور کھیلنے کھانے کے دن

بے تکی تک بندیوں میں سر کھپایا آپ نے
عنقریب آئے وہ آئے سر کے چکرانے کے دن

آکے چھائی ہے گھٹا قہر خدا کی اے عزیز
ہیں یہ تم کھانیکے شربت یہ پچھتانے کے دن

کیا مسلمان ہے ٹھیک کر غفلتوں میں خلق کو
تا مسیح ناداں یہ تھے بیدار فرمانے کے دن

خلق کو یہ سست کر دینے کے دن تھے یا کہ تھے
جوش میں لانے رگ غیرت کے پھڑکانیکے دن

کیوں ذکانپ اوٹھے زمین اور کیوں نہ چکرائے فلک
جب نہ گھبرائیں مسلمان سخت گھبرانے کے دن

امت مرحوم کے اعمال تو دیکھو ذرا
امت مقہور کے ہیں اب سزا پانے کے دن

خیر امت کا لقب تھی جب ہے نیکی کرو
نیک کاموں پر ہیں اس امت کو کہلانیکے دن

ورنہ یہ پیارا لقب کچھ مایہ نازش نہیں
اسپہ کفارہ پرستوں کے ہیں اترانے کے دن

کہتے ہو ختم نبوت ہو چکا اور اس کے بعد
دین کیسا اور کیسے دین کے پھیلانیکے دن

پھر مصیبت تم پہ کیا ہے کیا بلا نازل ہوئی
یاد کیوں آئے تمہیں مہدی کے بلوانیکے دن

عیسیٰ مریم آتر سکتے تھے کیسے فلک سے
تھے مسیحائے محمد کے اتر آنے کے دن

مصطفیٰ کے بعد عیسیٰ کی نبوت ہو روا
چلو بھر پانی میں ہیں اب ڈوب مرجانے کے دن

رہگیا اسلام کا دعوےٰ ہی دعوےٰ اے دریغ
آگئے ہیں اب تو عیسائی لقب پانے کے دن

شیخیوں کو چھوڑ دو اور شوخیوں سے باز آؤ
جھوٹے دعوے پر ہیں آج شرمانیکے دن

زندہ جاوید ہیں احمد نبی تا روز حشر
ابن مریم مر چکے ہیں اپنے مر جانے کے دن

ٹکٹکی باندھا کرو اور بیٹھ کر دیکھا کرو
وہ آئینگے اب آئے آنکھ پتھرانیکے دن

کہتے ہو دجال کے آنے میں ہے مدت دراز
اور لیے عیسےٰ مریم کے آ جانے کے دن

اسپہ عیسیٰ کو بلانا بانگ بے ہنگام ہے
جب نہیں دجال کے اب آنکھ دکھلانیکے دن

آچکا دجال اعور دیکھ لے اے شوخ چشم
اسکی مکاری کے ہیں یہ جال پھیلانیکے دن

پھنس چکے ہیں جسمیں ہیں کہ دشمنان دین
بس یہی ہیں فتنہ دجال کے آنے کے دن

یہ ان قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق طیار کیا گیا ہے جنکو اپنی بربادشدہ صحت خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۱۵۔ اگست کے بعد وسط مئی تک ہوتا ہے البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اونکے لئے کوئی حرج نہیں +

مفرح دلکشاء کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے :-

قیمت ایک ڈبیہ تین روپے (سے)

قیمت تین ڈبیہ آٹھ روپے (عہ)

قیمت چھ ڈبیہ پندرہ روپے (۱۵ عہ)

قیمت ایک درجن ستائیس روپے (۲۷ عہ)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ - محصولڈاک بذمہ خریدار -

مفرح دلکشاء ﴿ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اسکا اونٹا خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلےٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے یہ ضعف - بیچینی - دل کا دھڑکنا - گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا - سانس کا پھولنا - پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح دلکشاء ﴿ وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ - تبخیر معدہ - شکم کی جلن - جریان - رقت و سرعت - کثرت احتلام - سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب تقطیر البول دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے -

مفرح دلکشاء ﴿ وہ جوہر جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں - وزیروں - نوابوں - رئیسوں - جاگیرداروں - ججوں - وکیلوں - تحصیلداروں - ایڈیٹروں - مضمون نگاروں - مدرسوں - پولیس و فوجی عہدہ داروں - اور بالخصوص کالجوں کے طلباء کو جنکو صحت کی قدر ہے اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے - جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے +

مفرح دلکشاء ﴿ میں خداتعالےٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آتے ہیں اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر ضروری عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشاء گرمیوں میں استعمال کے

مفرح دلکشاء ﴿ چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلان کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے -

مفرح دلکشاء ﴿ حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو - یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو - اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانیسے ردی حالت ہو گئی ہو انہیں بلاتردد و بلاتامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے +

مفرح دلکشاء ﴿ وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ کیسوقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوی مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے -

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشاء کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتبہ عبد الحق)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم رعایتی

ازالہ اوہام ۔ حصہ دوم عدیم النظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمیں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو بخیہ دار توڑا ہے ۔ قیمت رعایتی (۸ر) ست بچن رعایتی ۷ر ۔

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک بُرے نتائج کو کھولکر دکھایا ہے اور آریہ کے اُن اعتراضوں کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں ۔ قیمت رعایتی ۔ ۳ر ۔

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۔ تیسری دفعہ چھپا ہے ۔ قیمت (۲ر)

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ ۔ دوسری مرتبہ چھپا ہے ۔ قیمت (۲ر)

فیصلہ آسمانی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ر

نور القرآن ۔ حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا عجیب رد ۔ قیمت (۲ر)

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے ۔ صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہو گئی ہے ۔ قیمت رعایتی ۔ ۱۲ر

سلک مروارید ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے ۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۔ قیمت رعایتی ۳ر

سلک مروارید ۔ حصہ دوم ۔ جو جنوری ۱۹۰۶ء میں چھپکر شائع ہو گیا ہے ۔ یہ رسالہ بھی انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہوگا ۔ نہایت سلیس بیان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا ہے ۔ اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام کو بدظن کیا ہے ۔ ۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت رعایتی ۴ر علاوہ محصولڈاک ۔

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۶ء ۔ دارالامان میں ۱۸۹۶ء میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامت اور مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچھوتے لکچر دیئے ۔ یہ سب تقریریں یکجائی جمع ہیں ۔ علاوہ برین رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکھا ہے ۔ قیمت رعایتی ۸ر

الانذار ۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز پر گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکرگذاری کا اظہار فرمایا تھا ۔ اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تحریروں کا مجموعہ ۔ قیمت (۲ر)

اصلاح النظر ۔ حضرت حکیم الامت کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جسکو حضرت حکیم الامت نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی ۔ قیمت ۲ر

متفرق کتابیں

تفسیر سورہ تبت ۔ قیمت ار ۔ سواء السبیل نمبر ا ۔ قیمت ار

نسخ رد شیعہ ۔ قیمت ۲ر ۔ قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۳ر ۔

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) قیمت ۳ر ۔ دعوت الحق نمبر ۲ ۔ قیمت ۲ر

النقیح قیمت ار ۔ مسلمانوں کا خشا و ان کی حضور دعا ۔ ار ۔ نمونہ قرآن مجید قیمت ۲ر ۔

محمودی کتابیں ۳ر ۔ پاکٹ ۔ توضیح مرام ۲ر ۔ دیسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲ر ۔ تفسیر القرآن پارہ دوم تفسیر سورہ بقرہ مکمل رعایتی عہ ۔ مرأۃ النجاح عصر ۔ ضرورت امام ار ۔ تحفہ احمدیہ ار ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -

رپورٹ جلسہ جماعت احمدیہ ضلع گجرات

چونکہ ہمدردان ملت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت کو پڑھ کر یہ تجویز کی کہ ہر دو مہینے کے بعد ایک خاص مقام پر جماعت احمدیہ کا جلسہ منعقد کیا جائے۔ جہاں قرب وجوار کے احباب واصحاب جمع ہو کر اپنی بہتری کی تجاویز و بہبودی کی تدابیر سوچیں اور اپنے میں جو جو نقص ہیں ان کو محسوس کرکے دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور آپس میں برادرانہ تعلقات محبت قائم اور رشتہ اخوت کو مستحکم کرکے آخرین منہم لما یلحقوا بہم میں داخل ہوں۔ سب سے بڑھکر یہ کہ اشاعت اسلام وغیرہ مدات کی خاطر چندہ باقاعدہ قائم کیا جائے۔ اور اس کے متعلق پر زور تحریک کی جائے۔

پچھلے دنوں مقام ہیلاں میں ایک مختصر سا جلسہ ہوا مگر بوجہ نہ ہونے کسی منتظم ومہتمم کے ابتدائی حالت میں رہا۔ اب خدا تعالے کے فضل وکرم سے دوسرا جلسہ موضع اہل تحصیل پھالیہ میں ہمشیرہ مرحوم ڈاکٹر حشمت علی صاحب کے بھائی پیر برکت علی صاحب کی حمیلہ سے ہوا۔ چونکہ یہ مقام حضرت نوشہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار کی وجہ سے یوں بھی ایک بت کدہ ہے۔ (بت کدہ میں نے اسلئے کہا کہ بچشم خود بیسیوں آدمیوں کو معتکف تہ گوہر شاہ کی قبر پر امت مرحومہ کے نام لیواؤں کو سجدہ کرتے دیکھا اللہ اکبر رسول الثقلین کی امت اور یہ کرتوت؟ بخدا جگر پھٹ گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جب یہ شرک آمیز دل شکن نظارہ دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کوئی زلزلہ آتا ہے اور اس مقام کو جعلنا عالیہا سافلہا کا مصداق بناتا ہے۔ جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں علم کی کیا ضرورت لوگ بدستور قرون اولیٰ کی مانند متقی نیکوکار ہیں وہ اس سین کو دیکھیں اور آہ حسرت بھریں) اسلئے خدا تعالے کی توحید وعظمت وجلال کا بالخصوص ذکر کرنے کے لئے ضرور یہ جلسہ یہیں ہونا چاہیے تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پیر غلام علی صاحب نے تمام قرب وجوار میں دورہ کرکے اپنے بھائیوں سے شمولیت کے لئے دستخط کرا لئے اور دوبارہ سہ بارہ یاددہانیاں کیں۔ گو تاریخ مقررہ پر اکثر صاحبان نے اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا کی تعمیل کرکے نہ دکھلائی۔ مگر تاہم کافی بلکہ کافی سے بڑھ کر رونق ہو گئی ہیں نہ آنے والوں میں سے صوفی غلام رسول صاحب کی وعدہ خلافی کو خاص طور سے نوٹ کیا گیا جو سبکی رنجیدگی کا موجب ہوا گو میں اپنے پیارے بھائی پر حسن ظن رکھتا ہوں مگر ان سے کوئی خاص اطلاع تا حال نہیں پہنچی۔ ایسا طرز عمل اور بھی قابل افسوس ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی ضلع گجرات باوجود ضعف ونقاہت ودائمی علالت اتنے کوس کی صعوبت سفر برداشت کرکے دو دن پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ اور حافظ غلام رسول صاحب مولوی وزیر آبادی باوجود اپنی بیوی کی فوتیدگی کے اپنی چھوٹی بچی کو اٹھائے (کیونکہ ان کے بغیر اس کا اکیلا رہنا محالات سے تھا) ایک دن اول آ پہنچے۔ آپ ایک واعظ خوش بیان پنجابی میں فصیح اللسان ہیں اور آپ کا وعظ شرک وبدعت کی تردید سے لبریز بعض لطائف کے سبب سامعین کو خوب مزا دیا جاتا ہے۔ امید ہے جماعت کی توجہ سے ان کی خانہ آبادی ہو جائے گی پھر وہ آزاد ہو کر خدا تعالے کے دین کی خدمت کر سکینگے اور قاضی صاحب کے مضامین احمدی گجراتی کے نام سے تو دو تین سالوں سے الحکم وبدر کے ناظرین دیکھتے ہیں انٹروڈیوس کرنے کی حاجت نہیں۔

جمعہ آٹھ جون کی دوپہر تک۔ رجوعہ۔ ہیلاں۔ دھیر کے۔ پنڈ عزیز سے احباب آگئے۔ خطبہ سے پہلے قاضی صاحب نے یا ایہا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وہم لا یسمعون پر چند منٹ تقریر کی۔ اور گوش دل سے سننے کی ہدایت کی اور ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم آہ کی فلاسفی سمجھائی۔ خطبہ حافظ صاحب نے پڑھا۔ آپ نے آل عمران کا وعظ وسارعوا الیٰ مغفرۃ سے شروع کیا۔ دنیا روزے چند عاقبت کار با خداوند۔ اس بات کی چند مثالیں دے کر موجودہ نسل کو ان کے خلاف قرار دیتے ہوئے جتایا کہ موت سر پر کھڑی ہے۔ پس دوڑو اور جو جد کرنا کرو۔ ایک مربعہ نہر پر پانی کے لئے اتنی کوشش اور جنت (جس کا رتبہ آسمان زمین سے بڑھکر ہے) کے لئے یہ سستی اور درانحالیکہ یہ زمین متقیوں کے لئے ہے جن کی یہ صفات ہیں۔ خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں یہاں پر انفاق فی سبیل اللہ کے ثواب اور برکات کے متعلق بہت سی آیات مثل الذین ینفقون اموالہم کے سنائیں اور اخیر میں بتایا کہ واعدوا لہم ما استطعتم میں جو آخرین من دونہم ہے وہ اسی زمانہ کی طرف اشارہ ہے پس تم بیعت کے اقرار پر نظر کرکے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم کا پہلو طاعمل کر دکھاؤ۔ پھر والکاظمین الغیظ پر کچھ تقریر کی۔ اور اخیر میں لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین پر اسے ختم کیا اور ہمت سے کام لینے کی تاکید کی بعد از نماز جمعہ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ قرآن شریف سے افتتاح ہوا۔ بعد ازاں قاضی صاحب نے اپنی تقریر مسئلہ خیرات پر سامعین کی رعایت کے خیال سے پنجابی زبان میں شروع کی پورے سوا دو گھنٹے تک آپ نے نہایت بسط سے اسکے تمام پہلوؤں کو دکھایا۔ یہ تقریر علیحدہ چھپیگی۔ فی الحال اسکے عنوان بطور خلاصہ بتائے جاتے ہیں (۱) جنت الذین ینفقون فی السراء والضراء کے لئے ہے (۲) جو سونا چاندی دباتے اور فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے ان کے لئے عذاب ہے ترش روئے کے سبب پیشانی پر اور بے رخی کے سبب پہلو پر اور منہ پھیرنے کے سبب پشت پر داغ لگایا جائیگا۔ ایسا ہی جو بخل اختیار کرتے اور لوگوں کو بھی بخل کی تحریک کرتے اور خدا تعالے کے انعام چھپاتے ہیں۔ ایسے کافروں کے لئے عذاب ذلت ہے (۳) قارون کا حال قرآن کریم سے اور اس کا انجام باغ والوں کا قصہ (سورہ ن) (۴) دولتمند بخیلوں کے لئے وبال جان ہے انما یرید اللہ لیعذبہم بہا فی الحیوٰۃ الدنیا (۵) دولتمند کئی نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے (۶) خدا کے دین میں پہلے اراذلنا بادی الرای ہی داخل ہوتے ہیں (۷) دینے کے قواعد من۔ اذی۔ دیا۔ خبیث شے کے دینے سے خالی ہو۔ فقر سے مت ڈرو۔ کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے محض ابتغاء وجہ اللہ ہو (۸) خیرات کے مصارف مستحق غیر مستحق کی تمیز سوال کرنا ایک ذلت ہے (۹) تمام باتوں سے بچنے کے لئے اپنے امام موعود کے پاس بھیجدے نہ ریا نہ من نہ اذی نہ مستحق اور غیر مستحق کا جھگڑا رہے۔ جب نقود ایمان سپرد کر دئے تو نقو وتسلیم کرنے میں کیا تامل ہے؟ (۱۰) نبی کریم صلعم بھی چندہ وصول کرتے اس وصول کرنے کا قرآن میں حکم۔ (۱۱) منافقین کے اس چندہ کی نسبت اعتراضات (۱۲) ان چندے کو چٹی سمجھنے والے اور موجب قربات جاننے والے دو فریق زمانہ نبوی میں (۱۳) جنگ تبوک کا حال حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی مالی جانی امداد ابو عقیل انصاری کا واقعہ غرض یہ تقریر بلحاظ اعلےٰ طرز استدلال وشستگی بیان وجامعیت ومانعت کے قابل قدر تھی بعد نماز عصر چھ سات نو مبایعین پاس ہوئی اور سب بھائیوں نے اقرار کیا کہ ہم نماز اول وقت باجماعت سنوار سنوار کر ادا کرنے اور جمعہ کے لئے کاروبار دنیاوی چھوڑ کر بالضرور مسجد میں حاضر ہو جانے اور اپنے گھروں میں مستورات کو نمازی بنانے میں خاص کوشش کرینگے (۲) چندہ خاص اہتمام سے باقاعدہ بھیجا کرینگے۔ چنانچہ قاضی صاحب کی تقریر کے انجام پر ۔۔۔ کے قریب چندہ بھی جمع ہو گیا تھا۔

(۳) ایک دوسرے کی ہمدردی شادی وغمی تجہیز وتکفین نماز جنازہ کے لئے چار چار پانچ پانچ کوس سے بھی بشرط ضرورت کاروبار چھوڑ کر حاضر ہو جاینگے یہ اسلئے کہ بعض جگہ ایک دو آدمی احمدی ہوتے ہیں اور مخالف ان کی چارپائی اٹھانے تک کے روادار نہیں ہوتے۔ اتباع رسم ورواج ایسے موقع پر چھوڑ کر محض سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرینگے۔ رشتہ داریاں آپس میں کرنا اپنا فرض خیال کرینگے۔

عشاء کے وقت حافظ صاحب کا عام وعظ ہوا۔ رکوع تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ تہا شرک وبدعت کی پورے طور سے تردید کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت اور دجال وغیرہ علامات قیامت کی حقیقت بیان کی گئی۔ جو پسند عام ہوئی۔ صبح قاضی صاحب نے بعد نماز فجر قل ہو اللہ احد پر ایک لطیف تقریر کی اور اسے ثلث القرآن کہنے کی حکمت بتاتے ہوئے ایک نکتہ بیان کیا کہ مخالف ملاں کے خیال میں جو عیسیٰ علیہ السلام کی صفات ہیں ان کے رو سے یہ سورہ ان پر صادق آتی ہے جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ موضع رجوعہ میں جہاں ہماری جماعت تھی۔ اور اب بوجہ نہ ہونے کسی اہتمام کنندہ کے کچھ سستی چھا رہی تھی۔ ایک مسجد کی بنا کی تحریک کی گئی۔ کیونکہ پہلی مسجد سے مخالفین روکتے ہیں یہ تجویز بہت سی رد وکد کے بعد منظور ہوئی۔ اور آئندہ جلسہ بھی رجوعہ بتاریخ ۴۔ اگست قرار پایا۔ پیر صاحب نے دعوت ومہمان نوازی کا انتظام یعنی اپنی میزبانی کے فرائض کو بوجہ احسن ادا کیا۔ اور تمام خرچ للہ اٹھایا۔ سامعین میں مستورات بھی پردے کے پورے انتظام کے ساتھ شامل تھیں۔ خانقاہ کا سجادہ نشین بھی مع چند درویش کے قاضی صاحب کے وعظ میں آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام اضلاع میں ایسے جلسے ماہوار ضرور ہوا کریں۔ پھر امید ہے کہ جماعت پوری ترقی کرے گی۔

سکرٹری انجمن احمدیہ ضلع گجرات

۱۱ جون ۱۹۱۶ء

کلماتِ طیبات حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمان

(تتمہ ۳۱ - مئی ۱۹۰۶ء)

یہہ لوگ **ابدال** ہو جاتے ہیں اور وہ اس دنیا کے نہیں رہتے ان کے ہر کام میں ایک خلوص اور طہیت ہوتی ہے لیکن دنیادارون کا تو یہ حال ہے کہ وہ خیرات بھی کرتے ہیں تو اسکے لئے تعریف اور تحسین چاہتے ہیں اگر کسی نیک کام مین کوئی چندہ دیتا ہے تو غرض یہ ہے کہ اخبارات میں اسکی تعریف ہو - لوگ تعریف کریں - اس نیکی کو خداتعالےٰ سے کیا تعلق بہت لوگ شادیاں کرتے ہیں اسوقت سارے گاؤن میں روٹی دیتے ہیں مگر خدا کے لئے نہیں صرف نمائش اور تعریف کے لئے - اگر ریا نہ ہوتی اور محض شفقت علےٰ خلق اللہ کے لحاظ سے یہ فعل ہوتا اور خالص خدا کیلئے تو ولی ہو جاتے - لیکن چونکہ ان کامون کو خداتعالےٰ سے کوئی تعلق اور غرض نہیں ہوتا اسلئے کوئی نیک اور بابرکت اثر انمین پیدا نہیں ہوتا - یہ خوب یاد رکہو کہ جو شخص خداتعالےٰ کے لئے ہو جاوے خداتعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے اور خدا کسی کے دہوکے مین نہیں آتا - اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا کو ٹہگ لونگا تو یہ حماقت اور نادانی ہے وہ خود ہی دہوکہ کہا رہا ہے - دنیا کے زیب - دنیا کی محبت ساری خطا کارون کی جڑ ہے - اس مین اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ میں کیا کر رہا ہون اور مجہے کیا کرنا چاہیے تہا - جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دہوکہ مین نہیں آسکتا تو اللہ تعالےٰ کیونکر کسی کے دہوکہ میں آسکتا ہے مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اسوقت مسلمانون کو تباہ حال کر رکہا ہے اور جس مین وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا کی محبت ہے - سوتے جاگتے اٹہتے بیٹہتے چلتے پہرتے ہر وقت لوگ اسی غم و ہم میں پھنسے ہوئے ہیں اور اُس وقت کا لحاظ اور خیال ہی نہیں کہ جب قبر مین رکہے جاوین گے - ایسے لوگ اگر اللہ تعالےٰ سے ڈرتے اور دین کے لئے ذرا بھی ہم و غم رکہتے تو بہت کچھ فائدہ اٹہا لیتے - سعدی کہتا ہے -

ع گر وزیر از خدا بترسیدے

ملازم لوگ تہوڑی سی نوکری کے لئے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہی تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں - ایسی باتیں کیون پیدا ہوتی ہیں ؟ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی اگر خداتعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے اسلئے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے - اسکی گرفت خطرناک ہوتی ہے - وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے لیکن جب کسی کو پکڑتا ہی تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہانتک کہ لا یخاف عقبٰہا

پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اسکے پچھلون کا کیا حال ہوگا - برخلاف اسکے جو لوگ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے اور اسکی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں خداتعالےٰ انکو عزت دیتا اور خود ان کے لئے ایک سپر ہو جاتا ہے - حدیث مین آیا ہے - من کان للہ کان اللہ لہ یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاوے اللہ تعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے - مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اسطرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خداتعالےٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں انمین سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ

ہتیلی پر سرسون جمادی جاوے

وہ نہیں جانتے کہ دین کے کامون مین کسقدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لئے وہ رات دن مرتے اور ٹکرین مارتے ہیں اسکے کامون کے لئے تو برسون انتظار کرتے ہیں - کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے لیکن دین کے کامون مین آتے ہی تو کہتے ہیں کہ پہونک مار کر ولی بنا دو - اور پہلے ہی دن چاہتے ہین کہ عرش پر پہونچ جاوین حالانکہ نہ اس راہ مین کوئی محنت اور مشقت اُٹھائی - اور نہ کسی ابتلا کے نیچے آیا - خوب یاد رکہو کہ اللہ تعالےٰ کا یہہ قانون اور آئین نہیں ہے یہان ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے - اور خداتعالےٰ نری اتنی باتون سے خوش نہیں ہو سکتا کہ ہم کہدین ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں - چنانچہ اس نے فرمایا ہے - احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون - یعنے کیا یہہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اتنے ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہہ لوگ چھوڑ دیئے جاوین کہ وہ کہدین - ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہو -

یہہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے کہ پہونک مار کر ولی بنا دیا جاوے - اگر یہی سنت ہوتی تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے جان نثار صحابہ کو پہونک مار کر ہی ولی بنا دیتے - انکو امتحان میں ڈلوا کر انکے سر نہ کٹواتے - اور خداتعالےٰ انکی نسبت یہ نہ فرماتا -

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا

پس جب دنیا بغیر مشکلات اور محنت کے ہاتہ نہیں آتی تو عجب بے قوف ہے وہ انسان جو دین کو حلوائے بے دود سمجھتا ہے - یہہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے - ہاں اسلام نے تو ایسی مشقت ہی نہیں رکہی - ہندوؤن مین دیکھو کہ انکے جوگیون اور سنیاسیون کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے کہیں ان کی کمرین ماری جاتی ہیں - کوئی ناخن بڑہاتا ہے - ایسا ہی عیسائیون مین رہبانیت تہی - اسلام نے ان باتون کو نہین رکہا بلکہ اسنے یہ تعلیم دی -

قد افلح من زکّٰھا

یعنی نجات پاگیا وہ شخص جسنے تزکیہ نفس کیا - یعنی جس نے ہر ایک قسم کی بدعت - فسق و فجور - نفسانی جذبات سے خداتعالےٰ کے لئے الگ کر لیا - اور ہر قسم کے نفسانی لذّات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا - ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خداتعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اسکے تکلفات کو چھوڑتا ہے - اور پھر فرمایا -

قد خاب من دسّٰھا -

مٹی کے برابر ہو گیا وہ شخص جس نے نفس کو آلودہ کر لیا - یعنے جو زمین کی طرف جہک گیا - گویا یہہ ایک ہی فقرہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس طرح خداتعالیٰ تک پہونچتا ہے - یہ بالکل سچّی اور پکّی بات ہے کہ جب تک انسان قوٰے بشریہ کے برے طریق کو نہیں چھوڑتا اسوقت تک خدا نہیں ملتا - دنیا کی گندگیون سے نکلنا چاہتے ہو اور خداتعالےٰ کو ملنا چاہتے ہو تو ان لذّات کو ترک کرو ورنہ

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون
این خیال است و محال است و جنون

انسان کی فطرت میں دراصل بدی نہ تہی اور نہ کوئی چیز بُری ہے لیکن بد استعمالی بُری بنا دیتی ہے - مثلاً ریا ہی کو لو - یہ بھی دراصل بُری نہیں کیونکہ اگر کوئی کام محض خداتعالےٰ کے لئے کرتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اس نیکی کی تحریک دوسرون کو بھی ہو تو یہ ریا بہی نیکی ہے - ریا کی دو قسمیں ہیں ایک دنیا کے لئے مثلاً کوئی شخص نماز پڑہ رہا ہے اور پیچھے کوئی بڑا آدمی آ گیا اسکے خیال اور لحاظ سے نماز کو لنبا کرنا شروع کر دیا ایسے موقعہ پر بعض آدمیون پر ایسا رعب پڑ جاتا ہے کہ وہ بہول بہول جاتے ہیں یہہ بہی ایک قسم ریا کی ہے - جو ہر وقت ظاہر نہیں ہوتی مگر اپنے وقت پر جیسے بہوک کے وقت روٹی کہاتا ہے یا پیاس کے وقت پانی پیتا ہے -

مگر برخلاف اس کے جو شخص محض اللہ تعالےٰ کیلئے نماز کو سنوار سنوار کر پڑہتا ہے - وہ ریا میں داخل نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے غرض ریا کے بہی محل ہوتے ہیں -

اور انسان ایسا جانور ہے کہ بے محل عیوب پر نظر نہیں کرتا مثلاً ایک شخص اپنے آپکو بڑا عفیف اور پارسا سمجھتا ہے راستہ مین اکیلا جا رہا ہے راستہ مین وہ ایک تہیلی جواہرات کی پڑی پاتا ہے وہ اسے دیکہتا ہے اور سوچتا ہے کہ مداخلت کی کوئی بات نہیں کوئی دیکہتا نہیں اگر یہہ اسوقت اسپر گرتا نہیں اور سمجہتا ہے کہ غیر کا حق ہوگا اور روپیہ جو گرا ہوا ہی آخر کسی کا ہے - ان باتون کو سوچکر اگر اسپر نہیں گرتا اور لالچ نہیں کرتا تو فی الحقیقت پوری عفت اور تقوے سے کام لیتا ہے ورنہ اگر نرا دعوے ہی دعوےٰ ہے تو اسوقت اسکی حقیقت کہل جاوے گی اور وہ اسے لیگا -

اسی طرح ایک شخص جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ریا نہیں کرتا - جب ریا کا وقت ہو اور وہ نہ کرے تو ثابت ہوگا کہ نہیں کرتا - لیکن جیسا کہ ابھی مینے ذکر کیا بعض اوقات ان عادتون کا محل ایسا ہوتا ہے کہ وہ بدل کر نیک ہو جاتی ہیں - چنانچہ نماز جو باجماعت پڑہتا ہے اسمین بھی ایک ریا تو ہے لیکن انسان کی غرض اگر نمائش ہی ہو تو بیشک ریا ہے اور اگر اس سے غرض اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری مقصود ہے تو یہہ ایک عجیب نعمت ہے پس مسجدون مین بھی نمازیں پڑہو اور گہرون میں بھی -

ایسا ہی ایک جگہ دین کے کام کے لئے چندہ ہو رہا ہو ایک شخص دیکہتا ہے کہ لوگ بیدار نہیں ہوتے اور خاموش ہیں وہ محض اس خیال سے کہ لوگون کو تحریک ہو سب سے پہلے چندہ دیتا ہے بظاہر یہ ریا ہوگی لیکن ثواب کا باعث ہوگی -

اسیطرح خداتعالےٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے

لا تمش فی الارض مرحا

زمین پر اکڑ کر نہ چلو

لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ایک جنگ مین ایک شخص اکڑ کر اور چہاتی نکال کر چلتا تہا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکہکر فرمایا کہ یہ فعل خداتعالےٰ کو ناپسند ہے - لیکن اسوقت اللہ تعالےٰ اسکو پسند کرتا ہے - پس

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

غرض خُلق محل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے - میں پہلے کہہ چکا ہون کوئی خُلق بُرا نہیں بلکہ بد استعمالی سے بُرے ہو جاتے ہیں -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آیا ہی کہ آپ سے کسی نے پوچہا کہ قبل از اسلام آپ بڑے غُصہ ور تہے - حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ غصّہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹہکانے چلتا تہا مگر اب ٹہکانے سے چلتا ہی اسلام ہر ایک قوت کو اپنے محل پر استعمال کرنے کی ہدایت دیتا ہے - پس یہ کبہی کوشش مت کرو کہ تمہارے قوٰے جاتے رہیں بلکہ ان قوی کا صحیح استعمال سیکہو -

یہہ سب جہوٹے اور خیالی عقائد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری تعلیم یہہ ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دو - ممکن ہے یہہ تعلیم اسوقت قانون مختص المکان یا مختص الزمان کی طرح ہو - ہمیشہ کے لئے یہہ قانون نہ کبہی ہو سکتا ہے اور نہ یہہ چل سکتا ہے - اسلئے کہ انسان ایک ایسے درخت کی طرح ہے جسکی شاخیں چارون طرف پہیلی ہوئی ہیں - اگر اس کی ایک ہی شاخ کی پرواہ کی جاوے تو باقی شاخیں تباہ اور برباد ہو جائیں گی -

عیسائی مذہب کی اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ بخوبی ظاہر ہے اس سے انسان کے تمام قوٰے کی نشوونما کیونکر ہو سکتی ہے اگر صرف درگذر ہی ایک عمدہ چیز ہوتی تو پہر **انتقامی قوت** اسکی فطرت میں کیون رکہی گئی ہے ؟

اور کیوں پھر اس درگذر کی تعلیم پر عمل نہیں کیا جاتا - مگر برخلاف اسکے کامل تعلیم وہ ہے جو اسلام نے پیش کی اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملی ہے اور وہ یہ ہے -

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ -

یعنے بدی کی جزا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخشدے اور ایسے موقعہ پر بخشدے . . . . کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہے تو اسکا اجر اللہ تعالے پر ہے -

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا ہرگز یہہ منشاء نہیں کہ خواہ نخواہ ضرور ہر مقام پر شر کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور انتقام نہ لیا جاوے بلکہ منشاء الٰہی یہہ ہے کہ محل اور موقعہ کو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ گناہ کے بخشدینے اور معاف کر دینے کا ہے یا سزا دینے کا - اگر اسوقت سزا دینا ہی مصلحت ہو - تو اسقدر سزا دیجاوے جو سزاوار ہے اور اگر عفو کا محل ہے تو سزا کا خیال چھوڑ دو -

یہہ خوبی ہے اس تعلیم میں - کیونکہ وہ ہر پہلو کا لحاظ رکھتی ہے اگر انجیل پر عمل کر کے ہر شریر اور بدمعاش کو چھوڑ دیا جاوے - تو دنیا میں اندھیر مچ جاوے پس تم ہمیشہ یہی خیال رکھو کہ تمام قوی کو مردہ مت تصور کرو - تمہاری کوشش یہہ ہو کہ محل پر استعمال کرو - میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہہ تعلیم ایسی ہے جسنے انسانی قوٰے کے نقشہ کو کھینچ کر دکھا دیا ہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو عیسائیوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور اسلام جیسی نعمت کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں - صادق ہر حالت میں دوسروں کے واسطے شیرین ظاہر نہیں ہوتا - جس طرح کہ ماں ہر وقت بچے کو کہانے کے واسطے شیرینی نہیں دے سکتی بلکہ وقت ضرورت کڑوی دوائی بھی دیتی ہے - ایسا ہی ایک صادق مصلح کا حال ہے - یہی تعلیم ہر پہلو پر مبارک تعلیم ہے - خدا ایسا ہے - کہ سچا خدا ہے - ہمارے خدا پر عیسائی بھی ایمان لاتے ہیں جو صفات ہم خدا تعالے کے مانتے ہیں - وہ سب کچھ ماننے پڑتے ہیں - پادری فنڈر ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے - کہ اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں عیسائیت کا وعظ نہیں پہونچا - تو قیامت کے دن ان لوگوں کو کیا سوال ہوگا - تب خود ہی جواب دیتا ہے - کہ ان سے یہ سوال نہ ہوگا - کہ تم یسوع پر اور اس کے کفارہ پر ایمان لائے تھے یا نہ لائے تھے - بلکہ ان سے یہی سوال ہوگا - کہ کیا تم اس خدا کو مانتے ہو جو اسلام کے صفات کا خدا واحد لاشریک ہے - اسلام کا خدا وہ خدا ہے کہ ہر ایک جنگل میں رہنے والا فطرتاً مجبور ہے کہ اس پر ایمان لائے - ہر ایک شخص کا کانشنس اور نور قلب گواہی دیتا ہے - کہ وہ اسلامی خدا پر ایمان لائے - ہم حقیقت اسلام کو اور اصل تعلیم کو جس کی تفصیل کیگئی آج کل کے مسلمان بھول گئے ہیں - اور اسی بات کو پھر قایم کر دینا ہمارا کام ہے - اور یہی ایک عظیم الشان مقصد ہے - جس کو لے کر ہم آئے ہیں -

ان امور کے علاوہ جو اوپر بیان کئے گئے اور بھی علمی اعتقادی غلطیاں مسلمانوں کے درمیان پھیل رہی ہیں - جن کا ادا کرنا ہمارا کام ہے - مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں اور باقی سب نعوذ باللہ پاک نہیں ہیں - یہ ایک صریح غلطی ہے - بلکہ کفر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت ہے - ان لوگوں میں ذرہ بھی غیرت نہیں - جو اس قسم کے مسائل گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اسلام سے بہت دور ہیں - اصل میں یہہ مسئلہ اس طرح سے ہے - کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدایش دو قسم کی ہوتی ہے ایک مس روح القدس سے اور ایک مس شیطان سے - تمام نیک اور راستباز لوگوں کی اولاد مس روح القدس سے ہوتی ہے اور جو اولاد بدی کا نتیجہ ہوتی ہے - وہ مس شیطان سے ہوتی ہے تمام انبیاء مس روح القدس سے پیدا ہوئے تھے - مگر چونکہ حضرت عیسیٰ کے متعلق یہودیوں نے یہ اعتراض کیا تھا - کہ وہ نعوذ باللہ ولد الزنا ہیں اور مریم کا ایک اور سپاہی پنڈارا نام کے ساتھ تعلق ناجائز کا ذریعہ ہیں - اور مس شیطان کا نتیجہ ہیں - اس واسطے اللہ تعالے نے ان کے ذمہ سے یہ الزام دور کرنے کے واسطے ان کے متعلق یہ شہادت دی تھی - کہ ان کی پیدایش بھی مس روح القدس سے تھی چونکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا کے متعلق کوئی اس قسم کا اعتراض نہ تھا - اس واسطے ان کے متعلق ایسی بات بیان کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑی - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین عبداللہ اور آمنہ کو تو پہلے ہی سے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا - اور ان کے متعلق ایسا خیال و گمان بھی کبھی کسی کو نہ ہوا تھا - ایک شخص جو مقدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے - تو اسکے واسطے صفائی کی شہادت کی ضرورت پڑتی ہے - لیکن جو شخص مقدمہ میں گرفتار ہی نہیں ہوا - اس کے واسطے صفائی شہادت کی کچھ ضرورت ہی نہیں -

ایسا ہی ایک اور غلطی جو مسلمانوں کے درمیان پڑ گئی ہوئی ہے - وہ معراج کے متعلق ہے - ہمارا ایمان ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا - مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا - وہ ایک وجود تھا - مگر نورانی اور ایک بیداری تھی - مگر کشفی اور نورانی جسکو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو - ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کہدے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں - انسان اس طرح اڑکر کبھی آسمان پر نہیں جاتے - یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے

ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں - حالانکہ یہ غلط بات ہے قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے - اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے - حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے - ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے - اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہئے - حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے - کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے - اور اسکے مطابق ہو لیکن اگر اس کے مخالف پڑے - تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے - قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قایم کر دیا - اگر یہ نمونہ نہ ہوتا - تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے - بعض اہل کشف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتیں - یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں +

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں - جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں - جن سے خدا تعالے ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں اس واسطے اللہ تعالے اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالے نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا پر قایم کر دوں -

یہ فرق ہے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان - ان کی حالت وہ نہیں رہی - جو اسلامی حالت تھی یہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ کے ہو گئے ان کے دل ناپاک ہیں - اور خدا تعالے چاہتا ہے کہ ایک نئی قوم پیدا کرے - جو صدق اور راستی کو اختیار کر کے سچے اسلام کا نمونہ ہو - فقط -

قرآن کریم کی ایک نئی کرامت

جسقدر علم بڑھتا ہے علمی مباحث کو ترقی ہوتی ہے اور معلومات وسیع ہوتے ہیں - علماء پر کھلتا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم فلاح دینی و دنیوی کے لئے بہترین تعلیم ہے - قرآن کریم نے دیکھا کہ مائیں اپنے بچوں کو خود بہت کم دودھ پلاتی ہیں لہذا انھیں ترغیب کے ساتھ ہدایت کی کہ "مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلایا کریں" لیکن اکثر عورتوں نے یہ ہدایت قبول نہیں کی اور بچوں کو بخیال نخوت و خودداری اور لطف صحبت کی خواہش کے دودھ پلانے والیوں پر چھوڑ رکھا تاکہ دودھ کے لئے لڑکوں کے رونے سے رات کو انکی آسائش میں خلل نہ واقع ہو - علمای عمران اور طبیبوں نے اس مسالہ کی تحقیقات کرنا شروع کی ہے (ملاحظہ ہو الہلال نمبر ۷) بڑی کاوش کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جس قوم کے بچے اپنی ماؤں کے آغوش میں تربیت پاتے ہیں اور انہی کے دودھ سے پلتے ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ صحیح البدن و قوی الجسم ہوتے ہیں - جرمنی کے ڈاکٹروں نے اپنے ملک میں اس کی اچھی طرح سے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے نہیں پلتے ہیں ان کی موتیں بہ نسبت ان لڑکوں کے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے پلتے ہیں، بیس گونہ زیادہ ہوتے ہیں ناروے میں اسکے متعلق جو شمار ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن خاندانوں میں کہ لڑکے اپنی ماؤں کی گود میں پلتے ہیں" مدافعہ و مقابلہ امراض کی ان میں زیادہ قوت ہوتی ہے - یہ قرآن کریم حکیم کی ایک نئی حکمت و کرامت ہے، جسقدر اس کے مباحث میں تدقیق سے نظر کی جائے اسکی ہر شاخ و برگ کی لطافت بڑھتی جائیگی - مشرقی اقوام میں - جن میں دستور ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اس فلسفی تعلیم کا بخوبی اثر ظاہر ہے [illegible] کہ سال اول تمام ہونے سے قبل جسقدر بچوں کی موتیں ہوتی ہیں ان کی اوسط فی ہزار ایک سو ہے، حالانکہ انگلستان میں فی ہزار ۱۵۴ اور جرمنی میں فی ہزار ڈھائی سو بچے مرتے ہیں -

درخواست جنازہ

چودھری عبد السلام صاحب کاٹھگڑھ کی والدہ صاحبہ چند روز ہوئے فوت ہو گئی ہیں - مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے - اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی جاوے -

قرآن کے مقابلہ میں حدیث کا درجہ

تجارت العرب قبل الاسلام

اس مضمون سے عربوں کی داد ستد کی خوبیوں یا برائیوں کی بحث مراد نہیں ہے - بلکہ یہ عربوں کی قدیم تجارت کی تواریخ ہے جس سے اس امر کی توضیح ہوتی ہے کہ یہ طریقہ ان میں کب اور کیونکر مروج ہوا اور اوسکی حالت میں عہد بعہد کس طرح انقلابات ہوئے اور نیز یہ کہ اسکی وسعت کہاں تک تھی اور یہ لوگ کن کن ممالک میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے - ان کے ملک میں کون کون تجارتگاہیں تھیں - اور کون کون اقوام و قبائل تجارت پیشہ تھے - اور کن کن اشیاء کی تجارت کیا کرتے تھے -

اردو زبان میں یہ مضمون سب سے پہلا ہے جو تفصیل کے ساتھ عربوں کی تجارت پر لکھا گیا ہے - اگرچہ اس سے پہلے ہی مجیب احمد صاحب تمنائی اور شمس العلماء سید علی صاحب بلگرامی نے عربوں کی تجارت پر مضامین لکھے ہیں لیکن اون میں بیشتر عہد اسلام کی تجارت کا تذکرہ ہے - اور قدیم تجارت کے حالات صرف چند سطروں میں ختم کر دئے گئے ہیں -

آخر میں اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون عربی - عبرانی - یونانی - فرانسیسی انگریزی وغیرہ زبانوں کی بیس سے زیادہ ضخیم ضخیم کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مرتب کیا گیا ہے -

تجارت عرب کی قدامت نہایت ہی قدیم زمانہ میں جن اقوام نے ایک ملک کی پیداوار کو دوسرے ملک کی پیداوار سے پہلے پہل ادل بدل کیا ہے ان میں خصوصیت کے ساتھ عربوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے -

اہل عرب حضرت مسیح علیہ السلام سے صدیوں پیشتر تجارت میں مشغول تھے توراۃ اور نیز یونان نے نہایت قدیم تصنیفات میں عربوں کی تجارت کے بیشمار حالات موجود ہیں جس سے ان کے اس پیشہ کی قدامت بہت ہی واضح ہے -

ایک نہایت قدیم روایت[۱] ہے کہ جن لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے نامہربان اور سنگدل بھائیوں سے خرید کر مصر کے فوطیفار کے ہاتھ بیچا تھا وہ عرب کے قبائل اسماعیل اور مدیان کے تاجر تھے -

تجارت عرب کی وسعت عربوں کی تجارت جیسی کہ قدیم تھی ویسی وسیع اور عالمگیر تھی جیسا کہ ڈاکٹر

ولی بان نے لکھا ہے کہ اسکی انتہا ربع مسکون تک پہونچ گئی تھی[۱] - چین کے مشرقی سواحل اور مجمع الجزائر سے لیکر جبل الطارق تک عربی تجار کے جہازات کا بیڑہ بغرض تجارت پھرا کرتا تھا - افریقہ - ایران - ہندوستان - خطا - ترکستان - روس ایشیاء کوچک وغیرہ ممالک کی سرزمین ان کے قافلوں کی جولان گاہ تھی -

غرض اقصائے عالم کی تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی اور دو ہزار برس تک عرب تمام عالم کا مرکز تجارت بنا رہا تھا[۲] اور اسی وجہ سے سکندر اعظم نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے ملک کا مستقر اور حد وسط عرب کو بنائے[۳] بقول ڈاکٹر لی بان کے زمانہ قدیم میں عرب نے تمام دنیا میں وہی کام کیا ہے جو یورپ میں وینس نے نشاۃ الثانیہ کے زمانہ میں کیا تھا[۴]

عربوں کو نہایت قدیم زمانہ سے مصر - ہندوستان ایران - چین - روم - یونان - افریقہ - بابل فینکیا - شام وغیرہ ممالک سے تجارتی تعلق تھا عرب ان ممالک میں بحر و بر دونوں راہوں سے آیا جایا کرتے تھے - بری تجارت کاروانوں کے ذریعہ کی جاتی تھی - بحری تجارت کے لئے دور و دراز مقامات پر جہازات کے ذریعہ سے آیا جایا کرتے تھے اور قرب و جوار میں کشتیوں سے کام لیتے عربوں کی بحری تجارت بری تجارت سے بڑھی ہوئی تھی -

عصر قدیم[۵] میں مصریوں کی تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی نیز عربوں کا تجارتی تعلق بہ نسبت دیگر ممالک کے مصریوں سے نہایت قدیم ہے - عنطف[۶] - رابع نے اپنے

مصریوں کو عربوں کے تجارتی تعلقات

زمانہ میں بحر احمر کے سواحل پر ایک تجارتی مشن روانہ کیا تھا جسکے ساتھ بیش قیمت اشیاء - جواہرات نادر حیوانات تھے - اسی طرح مصر کی ملکہ ہتشو[۱] نے بھی جہازوں کا ایک بیڑہ اس ملک میں بغرض تجارت بھیجا تھا[۲]

عربوں کی تجارت ملکہ ہتشو کے زمانہ میں اور نیز اوس کے اخلاف کے ایام حکومت میں نہایت چمکی ہوئی تھی - عرب اکثر بحر احمر سے مصر میں جایا کرتے تھے نیز خلیج سولس سے رود نیل تک بھی انہوں نے ایک گزرگاہ بنائی تھی - اہل یمن کی تجارت مصر میں انیسویں[۳] خاندان کے خاتمہ تک باقی رہی پھر مصریوں نے اپنے ملک میں تاجروں کے بازار بنائے[۴]

مصری ہندوستانیوں سے براہ راست تجارت نہیں کرتے تھے بلکہ ہند کا مال و اسباب عربوں سے خرید کرتے تھے - عرب - مصر سے - جوب - سرامی برتن - شیشہ وغیرہ ہندوستان میں لاکر دیتے تھے اور ہند سے خوشبو - پنبہ - یاقوت وغیرہ اشیاء مصری چیزوں کے تبادلہ میں لیا کرتے تھے[۵]

صور[۶] کے باشندوں اور عربوں کے درمیان بھی قدیم الایام سے تجارتی تعلقات ہیں اس ملک میں عرب

صوریین اور عربوں کے تجارتی تعلقات

عرب خشکی اور تری کے دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تھے - اہل یمن کی تجارت صوریین سے کئی راستوں سے تھی - خشکی کے راستہ سے حجاز سے ہوتے ہوئے قافلوں کے ذریعہ اپنے مال و اسباب لے جایا کرتے تھے - انکا بحری راستہ بحر احمر اور خلیج عقبہ سے تھا کبھی کبھی صور و صیدا کے راستوں سے بھی جایا آیا کرتے تھے -

صوریین اگرچہ فن جہازرانی سے خوب ماہر تھے تاہم بحر احمر اور بحر ہند کے خطرات سے خائف تھے اس وجہ سے ان ممالک کی پیداوار عربستان بالخصوص جنوبی عرب (یمن) سے لیا کرتے تھے[۱]

یمن اور عراق والے صور میں جن اشیاء کی تجارت کرتے تھے وہ ہر قسم کے نفیس اور خوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی پتھر کمخواب سونا - چوغے ارغوانی منقش پوشاکیں اور سب طرح کے بوٹیدار کپڑے تھے[۲] - اہل حجاز کی تجارت بھیڑ مینڈھے بکروں کی تھی[۳] - گوہر شب چراغ - ارغوانی اور زردوزی کتان مرجان وغیرہ کو اددم[۴] کے باشندے صور کے بازاروں میں لایا کرتے تھے[۵]

بنی اسرائیل [۶] **بنی اسرائیل سے عربوں کے تجارتی تعلقات**

کو دور دراز ممالک سے تجارتی تعلقات نہیں تھے - وہ صرف اپنے ہمسایہ ممالک سے لین دین کیا کرتے تھے رومانی - یونانی اشیاء کی خرید کیلئے فینکیا تھا - ایرانی اسباب خالدیا سے لیا کرتے تھے - عربی پیداوار - ہند و چین کے سامان عربوں سے لیتے تھے -

---

[۱] تمام علماء اب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت مسیح سے سترہ سو سال پیشتر کا ہے -

[۱] ڈاکٹر صاحب موصوف کی فرانسیسی کتاب .... کا صفحہ ۲۸ دیکھئے - [۲] ڈاکٹر لیبان کی فرانسیسی زبان کی کتاب صفحہ ۲۸ [۳] صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۸ - [۴] ڈاکٹر لی بان کی فرانسیسی کتاب کا صفحہ ۶۸ دیکھئے - [۵] نخبۃ الدہر فی عجائب البر و البحر کا صفحہ ۱۱۶ - [۶] عنطف رابع مصر کا بادشاہ تھا جو عہد میناریں کے بعد گزرا ہے - اور یہ مصر کے گیارہویں شاہی خاندان سے تھا - اس خاندان میں ۹ فرمانروا گزرے ہیں جنمیں پہلے (۶) کا لقب عنطف تھا اور آخر (۳) کا منطوحتپ - یہ خاندان بقول بیڑی ۲۷۷۸ سے ۲۵۶۵ قبل مسیح تک فرمانروائی کرتا رہا -

[۱] ترقی لاہور بابتہ فروری ۱۹۰۶ء کا صفحہ ۱۲۵ دیکھئے [۲] ملکہ ہتشو جسکا پورا نام ہتشب ست - ہے مصر کے اٹھارویں شاہی خاندان سے ہے اس خاندان کا پہلا بادشاہ آمس اول ہے جس نے ۱۵۸۷ سے ۱۵۶۲ تک قسم حکومت کی اسکے بعد آمینوفس - ہتوتمس اول و دوم حکمران ہوئے ہیں جن میں ہتوتمس دوم کی حکمرانی چند ہی یوم کی تھی ہتوتمس دوم کے بعد ملکہ ہتشو کی حکومت کا زمانہ آیا ہے - اٹھارویں خاندان نے ۱۵۸۷ء سے ۱۳۸۷ قم تک حکمرانی کی ہے - [۳] تاریخ القدیم مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۹۶ [۴] مصر کی انیسویں شاہی خاندان کا آغاز ۱۳۸۷ ق م سے اور خاتمہ ۱۱۱۰ ق م میں ہوا ہے - اسی خاندان کے ایام حکومت میں حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لیگئے - بیسیوں خاندان کے زمانہ حکومت میں سے جسکی مدت حکومت ۱۱۱۰ ق م سے ۹۷۰ ق م تک ہے مصریوں کی تجارت اہل فینیکی کے ہاتھوں میں تھی اور یہ لوگ مصر کے تاجروں کو دور و دراز ممالک سے اشیا لاکر دیا کرتے تھے - فینیکیہ کی تباہی کے بعد سے پھر عرب تاجروں کو مصر میں عروج ہوا - [۵] تاریخ قدیم مطبوعہ بیروت کا صفحہ ۱۹۶ دیکھئے - [۶] سیاحۃ المعارف مطبوعہ بیروت کا صفحہ ۷۵ دیکھئے - [۷] صور (Tyre) ساحل شام پر کوہ لبنان اور بحر الابیض کے درمیان واقع ہے اسکا طول اکیسو پچاس میل اور عرض چوبیس میل ہے اس ملک کے بیت السلطنت کا نام صور تھا اسی مناسبت سے تمام ملک کو عبرانی اور عربی صور کہتے ہیں یونانی اسکو فینکیا ( ) کہتے ہیں اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ نکلا ہے اور صور ———— جوب فی بالہا

... صور کی تجارت اور اوسکی رونق و خوبصورتی کا نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز تذکرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اقصائے عالم کے تجار بغرض لین دین کے آیا کرتے تھے (صحیفہ حزقیل کا باب ۲۷ ملاحظہ کیجئے) صور حضرت مسیح چھ سو برس قبل تباہ ہو گیا -

[۱] تاریخ القدیم کا صفحہ ۱۹۶ دیکھئے [۲] کتاب مقدس میں حزقیل علیہ السلام کی کتاب کا باب ۲۷ - آیۃ ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھئے - [۳] حزقیل علیہ السلام کی کتاب باب ۲۷ آیۃ ۲۱ - [۴] ادوم ( ) کو جسے دومہ بھی کہتے ہیں - حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چھٹے فرزند دومہ نے آباد کیا تھا - عرب اسکو دومۃ الجندل کہتے ہیں وہ تبوک میں واقع ہے - [۵] صحیفہ حزقیل علیہ السلام باب ۲۷ آیۃ ۱۶ [۶] بنی اسرائیل کا ملک وہ ہے جسکو عرب کنعان (صفن) اور یونانی فلسطین (فلسطیبا) کہتے ہیں یہ ملک دان کے بیرشبع کے شمال بحر الابیض کے مشرق صحرائے آرام کے جنوب میں واقع ہے -

بنی اسرائیل اور عربوں کے مابین جو تجارت ہوتی تہی اس کا ذکر توراۃ میں کئی مقام پر آیا ہے - منجملہ اُن کے ایک نہایت مشہور واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا جیرام کی شرکت سی براہ سمندر اوفیر[۱] سے سونا منگوانا ہی -

بابل[۲] کو اہل عرب کاروانوں سے آیا جایا کرتے تھے - اُن کے کاروان وہان عرصہ دراز تک مقیم

بابل والون سی عربون کے تجارتی تعلقات

رہا کرتے تھے خالدین[۳] عربون سی عرب کی پیداوار - جنوبی ہندوستان چین - افریقہ وغیرہ ممالک کے اشیاء خرید کیا کرتے تھے - اور عرب اُن سے شمالی ہند - ایران - ترکستان وغیرہ ممالک کی پیداوار تبادلہ میں لیا کرتے تھے عربون[۴] کی تجارت کالدین سے تباہی بابل تک نہایت عروج پر تہی -

قدیم زمانہ میں اہل عرب جنوب کے ایرانیون سے براہ بحیرہ شہر گیرا سے تجارت کیا کرتے تھے - تباہی

ایرانیون سی عربون کی تجارتی تعلقات

بابل کے بعد شمالی ایران میں عربون کی آمد و رفت کو ترقی ہوئی ہے زمانہ وسطی[۵] مین جبکہ عراق عرب دولت عجم کے ماتحت ہو گیا تہا عربون کو ایرانی تجارت میں نہایت عروج حاصل تہا - چنانچہ ان ایام میں شہر مدائن[۶] جو عراق عرب میں ہے ایران کی تجارت کا مرکز تھا -

اہل عرب چین[۱] کو بحری اور بری[۲] دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تھے انکا بحری راستہ سواحل عرب

چین سی عربون کے تجارتی تعلقات

یا خلیج فارس کے سواحل سے شروع اور براہ راست چین تک منتہی ہوتا تہا جس کے اثنائے راہ سواحل ہند سیلان سیام مجمع الجزائر وغیرہ پڑتے تھے بری راستہ ایران دشت قفچاق ترکستان - بلخ وغیرہ ممالک سے ہوتا ہوا جاتا تہا[۳]

عرب مسیح سے صدیوں بیشتر چین میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے - مسٹر آرنولڈ لکھتا ہی کہ عربون کی تجارت کو مسیح سے ایک صدی پیشتر چین میں کمال عروج تہا -

عربون کی تجارت چین کے اور شہرون کی بہ نسبت زیادہ تر صین الصین میں تہی اس شہر میں اس وقت بہی قدیم عربون کے لیئے ایک آثار موجود ہیں جنکے منجملہ ایک حضرت رسول کریم کے چچا کا مرقد مبارک ہے

چین میں عربون کی تجارت جواہرات - مرجان فرش - سوتی کپڑے کی تہی اور ان اشیا کے تبادلہ میں وہان سے اطلس کمخواب ظروف چینی چام کے ادویہ وغیرہ لیتے تھے - اور صین الصین سے چائے افیون سیماب شورہ - ٹین - جواہرات لیا کرتے

تہے -

عرب ہندوستان کو بری اور بحری دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تہے - بری راستہ - ایران - سمرقند

ہندوستان اور سیلان سے عربون کے تجارتی تعلقات

کشمیر سے ہوتا ہوا ہند کو جاتا تہا - بحری راستہ صرف اور عدن سے تہا[۱]

خشکی کے راستہ سے ان لوگون کی تجارت کشمیر - قنوج وغیرہ ممالک میں ہوتی تہی - بحری راستہ سے سندھ ملیبار[۲] - سیلان وغیرہ ملکون مین تجارت کیا کرتے تہے -

عرب شمالی - ہند اور کشمیر وغیرہ سے بار دو پنبہ - افیون - اون - حریر - مشک - ریوند چینی پشمینہ وغیرہ خرید کیا کرتے تہے[۳] - اور جن کو ملیبار سیلان سے خرید کرتے تہے وہ طرح طرح کے گرم مصالحے - لونگ - الائچی - مرچ - زیرہ - عطریات دار چینی - جواہرات - نیز دیگر معدنیات حیوانات ناریل وغیرہ اشیاء تھے[۴]

عربون کا تجارتی تعلق ہندوستان سی نہایت قدیم ہے بقول ڈاکٹر گستاولی بان کے جس کا آغاز ابتدائے زمانہ تاریخی سے ہوتا ہے[۵] - عرب ہندوستان کے جن شہرون مین سب سے پہلے تجارت کی غرض سے آئے وہ سندھ ملیبار - سیلان تہے اور یہ ہی مقامات ان کی خاص تجارتگاہیں تہیں -

عرب قدیم الایام سے سواحل افریقہ پر تجارت کیا کرتے تھے یہان حبشیہ[۶] اور کارتیج[۱] ان کی تجارت کے مشہور مقامات تھے -

افریقہ سے عربوں کے تجارتی تعلقات

اہل یمن حبشہ کو عدن سے اور اہل حجاز جدہ سے آیا جایا کرتے تہے کارتیج کا بحری راستہ بحر الروم سے تہا - مورخ استرابو[۲] [۳] نے لکہا ہے کہ افریقہ میں عربون کی آمد و رفت جیرہ[۴] سے ہوتی تہی[۵]

عربون اور یونانیون کے تجارتی تعلقات

عربون اور یونانیون[۶] کے مابین جو تجارتی تعلق تہا نہایت قدیم تہا مورخ ہیرودوٹس[۷] کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے زمانہ میں یونان میں عربون کی تجارت کمال عروج پر تھی -

---

[۱] اوفیر کے جائے وقوع میں اکثر علما اختلاف بہی کرتے ہیں لیکن عام طور پر یہ شہر حضرموت میں تسلیم کیا جاتا ہے -
[۲] دوسری تواریخ باب ہشتم آیۃ ۱۷ سے ۱۹ تک - [۳] بابل جسکو عبرانی کسدیم اور یونانئین خالدیا اور اسوریا کہتے ہیں وہ ملک ہے جو سواحل فرات اور دجلہ پر واقع ہے - بابل والون کے تجارتی تعلقات جو ہندوستانیون اور ایرانیون سے تہے وہ قابل بیان ہیں - یہ لوگ ہندوستان کے شمالی ممالک سی براہ بحر و بر تجارت کیا کرتے تہے بحری راستہ خلیج فارس سی تہا جسکے اثنا میں شیراز پڑتا تہا - اس راہ سے سندھ ملتان گجرات وغیرہ ممالک میں آیا جایا کرتے تھے - انکا بری راستہ ایران اور افغانستان وغیرہ سے ہوتا ہوا جاتا ہے [۴] یشعیا علیہ السلام کی کتاب کے باب ۱۳ - آیۃ ۲۰ کو دیکھیے [۵] تاریخ قدیم صفحہ ۸۰ - [۶] مورخ استرابو کی یونانی زبان کی تاریخ کا صفحہ ۱۱۱۰ دیکھیے [۷] زمانہ وسطی سے حضرت رسول کریم اور مسیح علیہ السلام کے مابین کا زمانہ اور بالخصوص چوتہی اور چہٹی صدی مسیحی کا درمیانی زمانہ مراد ہے - [۸] مدائن بغداد سے ایک منزل کے فاصلہ پر جانب جنوب آباد تہا زمانہ قدیم میں اسکو طیسیفون کہتے تھے - نوشیروان نے اسکو اپنا مستقر قرار دیا تہا - اسی شہر مین ایوان کسریٰ کے کہنڈرات تھے - صناجۃ العرب

[۱] مورخ رشید الدین لکہتا ہے کہ ملک چین کے دو حصے تھے - خطا و صین الصین دریائے ہوانگ ہو کے شمال میں جو ایک ملک ہے وہ خطا کہلاتا تہا - اور اسکا بیت السلطنۃ خان بالغ تہا ہوانگ کے جنوبی ملک کو صین الصین کہتے تھے اور اسکا دار السلطنۃ خنسا تہا - خطا میں جو عرب آیا کرتے تہے وہ زیادہ تر ایران - ترکستان - منگولیا وغیرہ ہوتے ہوئے خشکی کے راستہ آتے تہے - خان بالغ - ابن بطوطہ (جلد —) اور صاحب تقویم البلدان (صفحہ) نے اسکا نام خانفو بہی لکہا ہے - حال کے جغرافیہ میں اسکو پیکن کہتے ہیں صین الصین اسکو عرب صین الکبیر بہی کہتے ہیں مارکو پولو نے اسکا نام ماچین لکہا ہے حال کے جغرافیہ میں اسکا نام کینٹن لکہتے ہیں خنسا جسکو اسوقت ہوانگ چو کہتے ہیں چین کا بہت بڑا اور بارونق شہر ہے - پہلی صدی میں جو عربی تاجرون کے جہازات چین میں آتے تہے اُن کے قیام کی جگہہ یہی شہر تہا - [۲] یہ راستہ ڈاکٹر لی بان کی کتاب اور تجلۃ الدہر سے اخذ کیا گیا ہے - ملاحظہ کیجیے ٹائمز آف انڈیا مطبوعہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء میں عماد نواز جنگ بہادر کی بیوی جمیلہ بیگم صاحبہ کا مضمون "ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات" بیگم صاحبہ نے اس قبر کو بچشم خود دیکہا ہے - نیز اس شہر کے متعلق یہ

[۱] ملاحظہ ہو تاریخ چین صفحہ ۱۴ - [۲] فرنچ کتاب صفحہ ۴۰۲ - [۳] لفظ ملیبار کے معنی "پہاڑی ملک" ہیں اسکو قدیم زمانہ میں کراکر کہتے تہے - اس کماری سے گوا تک کا مشرقی ساحل ملیبار کہلاتا ہے - [۴] سیلان ہندوستان کے جنوب مین ایک جزیرہ ہے اسکے اور ہندوستان کے درمیان چالیس میل کا فاصلہ ہے - راجندر جی کی بیوی سیتا کو جو راون چرا کے گیا تہا وہ اسی جزیرہ کا بادشاہ تہا - ہندو لوگ اسکو لنکا کہتے ہیں - سراندیپ بہی اسی کا نام ہے [۵] سیاحۃ المعارف صفحہ ۱ [۶] تحفۃ المجاہدین - [۷] فرنچ کتاب صفحہ ۵۰۶ [۸] عرب جسکو حبشہ کہتے ہیں وہ ملک اسوقت ابی سینا نوبیہ کہلاتا ہے یونانیون نے اسکا نام ایتہیوپیا رکہا ہے - ایتہیوپیا دو لفظوں سے مرکب ہے جسکے معنی ہیں - "جلا ہوا چہرہ" یہ نام انہون نے اسکو اسوجہ سے دیا ہے کہ یہان کے لوگون کے چہرے تمازت آفتاب کیوجہ سے سیاہ ہو جایا کرتے ہیں - یہ حبشی اور سیاہ فام مخلوق قدیم زمانہ میں مہذب تھی اور ہندوستان اور عرب سے اسکی بہت تجارت تہی - زمانہ وسطی میں عربون کو حبشیوں سے خاص تعلق تہا کیونکہ ان لوگونکی یمن مین حکومت

[۱] کارتیج ایک قدیم شہر ہے جو افریقہ کے شمال میں واقع جہان آب تونس آباد ہے - صور یین نے ۸۵۳ قبل مسیح اسکی بنا ڈالی تہی ۱۴۶ ء میں رومیون نے اسکو برباد کر دیا - وہ عربی تجار جو یونان کو آیا جایا کرتے تہے [۲] تاریخ الاسلام صفحہ (۶) [۳] استرابو کا مشہور جغرافیہ دان ہے ۵۴ قبل مسیح پیدا ہوا ۲۴ ء میں مرا - [۴] دیکھیے استرابو کی یونانی زبان میں تاریخ کا صفحہ ۱۱۱۰ [۵] استرابو نے اس کا تلفظ گیرا لکہا ہے جرمنی کے ضمیمہ مراصد الاطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عربی تلفظ جیرہ ہے اور یہ شہر بحرین میں خلیج فارس کے کنارے واقع تہا - [۶] یونانی اپنے ملک کو جسے انگریز گریک لیجے ہیں ہیلس کہتے تہے (دیکھیے یونانی اور فارسی بائبل میں اعمال الرسل باب ۲۰ آیۃ ۲) اور خود کو ہیلینیس کہا کرتے تہے - اور یونان اُن نو آبادیوں کا نام کہا تہا جنکو انہون نے بحر الاسود اور بحر الروم کے مابین آباد کیا تہا اس کو وہی لوگ ہیں منکیر آسیا ہی کہتے ہیں جو عرب اسکو جو آسیا الصغریٰ کہتے ہیں وہ بعینہٖ آخری جملہ کا ترجمہ کیا ہے - عرب ہیلس کو یونان کہتے ہیں لیکن ہمارے اس مضمون میں یونان سے ہیلس اور ایطالیہ دونوں ملک مراد ہیں -
[۷] ہیرودوٹس یونان کا مشہور مورخ ہے جسکو ابو المورخین کہتے ہیں ۴۸۴ قبل مسیح میں فوت ہوا -

وکیل اور کفر کی حمایت

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

میں دیکھتا ہوں کہ وہی اخبار وکیل (جو اس سے پہلے مذہبی بحث سے اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتا تھا) اب خصوصیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں اپنا وقت اور محنت صرف کرنا چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یا تو اسکے خیال میں مسلمانوں کی ترقی اور فلاح کی یہہ تدبیر باقی رہ گئی تھی اور یا اسکی اپنی ترقی کا یہہ زبردست ذریعہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے قایم کردہ سلسلہ سے ٹکر مارے۔ میں اخبار وکیل کے مالک اور خیالی ایڈیٹر منشی غلام محمد صاحب کو اس کام کے لئے مبارکباد نہیں دے سکتا۔ اسلئے کہ اس سے پہلے بہت سے ناعاقبت اندیش اس مشن کو لیکر اٹھے اور انہوں نے سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں رات دن برابر کردے۔ مگر آخر وہ تھک کر رہ گئے اور اس سلسلہ کے سرسبز کھیت کی کھاد بن کر بیٹھ گئے۔ اسیطرح پر مجھے یقین کامل ہے۔ کہ وکیل کی تحریریں انشاء اللہ العزیز اس سلسلہ کی مخالفت میں ہمارا کچھہ بگاڑ نہ سکینگی۔ البتہ اسکی اگر کوئی وقعت ہے تو اسکو دور کرکے رہینگی۔ میں وکیل کی تحریروں پر انشاء اللہ العزیز سلسلہ وار نوٹس لونگا محض اسلئے کہ وکیل عامیانہ مذاق کا اخبار نہیں ہے۔

۹ - جون کے وکیل میں وفات مسیح کے عنوان سے ایڈیٹر صاحب نے ایک نوٹ لکھا ہے جسکو بجنسہٖ درج کرتا ہوں اور پھر اسپر مناسب ریمارک کرونگا تاکہ ایڈیٹر صاحب کو یہہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میری تحریر کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح پر اگر وہ اسپر کچھہ لکھیں تو انکا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ میری اس تحریر کو بلا کم و کاست درج کریں + وہ نوٹ یہہ ہے

وفات مسیح

مرزا صاحب قادیانی ڈاکٹر عبد الحکیم کو لکھتے ہیں کہ:-

"محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہ عقیدہ ایک سخت گمراہ شخص سید احمد خاں کا تھا"

قطع نظر اس بحث کے کہ تمام انبیاء کی بعثت کا اصلی مقصد اشاعت توحید تھا یا اور کچھہ؟ اور یا اہل کتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ جو بانی اسلام کی آواز تھی۔ اسکا کیا مفہوم ہے؟ دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا واقعی مرزا صاحب (بالقابہٖ) سید احمد خان کی گمراہی اور ضلالت پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ سید احمد خان؟ وہ ہی سید احمد خان جو متاخرین اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے وفات مسیح کے مبہم مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ وہ ہی سید احمد خان۔ جو تمام دنیائے اسلام میں پہلا شخص ہے جسنے پہلے پہل یہ بتلایا کہ رفع مسیح کا خیال قرآن مجید سے ماخوذ نہیں ہے۔ ہاں! وہ ہی گمراہ سید احمد خان جسنے اوّل اوّل اسلامی دنیا کو بتلایا کہ تفسیر کشف الاسرار کا مصنف بعض اکابر معتزلہ اور قدما میں بعض محقق علماء رفع مسیح کے قایل نہیں ہیں۔ وہ ہی سید احمد خان جسکی فطری اجتہادی قوت کے نتائج سے "وضع الشیء علیٰ غیر محلہٖ" کے اصول پر دمشق کے مشرقی رخ کی پارٹی کے مجدد نے فائدہ اٹھایا۔ اور عمرو کی وفات کو ثابت کرکے زید نے دعوے کردیا کہ عمرو میں ہوں

پس کیا اپنے محسن۔ اپنے معلم۔ اپنے ہادی کی گمراہی پر یقین رکھنے کے لئے مرزا صاحب آمادہ ہیں؟ کیا انکا کانشنس اجازت دیتا ہے کہ اُس شخص کی ضلالت پر زور دیں جسکی تحقیق کی تقلید انکے تمام دعاوی کا سنگ بنیاد۔ اور تمام دلائل میں عروۃ الوثقیٰ ہے؟ ہاں ہم مرزا صاحب سے ایک سوال کرینگے اور اُن کا فرض ہے کہ وہ اسکا جواب دیں۔ یہ سوال بکمال ادب و شائستگی کیا جائے گا اور جواب کے بھی اسی طرح متوقع رہینگے۔

"مرزا صاحب اپنی تحریروں میں ابنائے ملت پر حیرت ظاہر کرتے ہیں کہ جب وفات مسیح کا مسئلہ روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا ہے تو پھر کیوں نہیں وہ اقرار کر لیتے کہ آنجناب ہی مثیل مسیح ہیں گویا حضرت کے نزدیک وفات مسیح کا ثابت کردینا اس امر کے لئے مستلزم ہے کہ مرزا غلام احمد مثیل مسیح ہیں۔ اور عمرو کی موت کا متحقق ہوجانا اس امر کی دلیل ہے کہ زید عمرو ہی ہے۔ پس جس شخص نے آپ کے ظہور سے بہت پہلے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو۔ اور بالاعلان وفات مسیح کا دعوے کیا ہو کیا وہ آپ کا محسن نہیں ہے؟ کیا اُسنے ایک ایسی بڑی دلیل آپ کی مہدویت کی نہیں پیش کردی۔ جسکا ثابت ہونا آپ کی مسیحیت کا اقرار کرنا ہے؟ آپ لکھتے ہیں کہ کسر صلیب کی پیشینگوئی پوری ہوگئی۔ کیونکہ مینے مسیحی دنیا کے خدا کو مُردہ ثابت کردیا۔ پس اس بنا پر جس شخص نے آپسے پہلے عیسائیوں کے خدا کی موت کا دعوے کیا ہے کیا وہ "کسر صلیب" کی پیشینگوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا؟ "کسر صلیب" مہدی موعود کا اصلی مقصد اور عظیم الشان مشن ہے۔ لیکن کیا آپ سے پہلے کسی مدعی وفات مسیح نے اس غرض کو پورا نہیں کردیا؟ اور کیا وہ "الفضل للمتقدم" کے اصول پر آپ سے زیادہ تحسین اور تعریف کا مستحق نہیں ہے۔؟"

آہ! سید احمد خان! تجھہ کو گمراہ کہنے کی وہ شخص جرأت کرتا ہے جو تیرے خوان تحقیق و اجتہاد کا ایک ادنےٰ ذلہ ربا ہے۔ اعلےٰ درجہ کے ذلہ ربا وہ ہیں جو آج یوروپ اور مصر و شام میں دعوے اجتہاد کررہے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب کے اس نوٹ میں مندرجہ ذیل امر قابل بحث ہیں۔

اوّل - وکیل کی رائے میں ہی محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے؟

دوم - حضرت اقدس مسیح موعود (معاذ اللہ) سید احمد خان صاحب انجہانی کے ذلہ ربا ہیں کیونکہ وفات مسیح کا مسئلہ انہیں کا پیش کیا ہوا ہے؟

اور بہی کئی باتیں ہیں جنپر کافی بحث ہوسکتی ہے مگر میں اسوقت صرف ان دو ہی پر کلام کرونگا۔ ایڈیٹر صاحب نے جیساکہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے صرف اسی فقرہ پر یہہ نوٹ لکھا ہے۔ "محض اقرار توحید نجات کیلئے کافی نہیں ہے" اور ایڈیٹر صاحب نے اسکو رد کرنا چاہا ہے لیکن قابل غور یہہ امر ہے کہ کیا یہ عقیدہ فی الحقیقت نجات کے لئے کافی ہے یا نفس الامر میں گمراہی ہے میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ قابل قدر گوہر حکمت جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کیا تھا اس کو کیچڑ میں پھینکا جاتا ہے اور صداقت کا خون کرکے ہی اخبار وکیل کا ایڈیٹر اور مالک مسلمان اور مسلمانوں کی درماندہ قوم کا ناخدا اور وکیل ہے۔ کس قدر اندھیر اور ظلم ہے اور مسلمانوں کی آنکھوں پر کیسی پٹی اور پردہ ہے کہ وہ اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کرسکتے۔

اگر یہہ عقیدہ صحیح ہے کہ نجات کے لئے محض **اقرار توحید کافی ہے** تو مسلمانو! خدا لگتی بات کہو پھر **نبوت اور رسالت کی کیا حاجت؟** یہہ عقیدہ تمہارے اندر پھیلا کر کیا تمہیں بے دین اور گمراہ نہیں بنایا جاتا؟ اور اسپر بھی اسکو ہدایت اور رشد بتایا ہے؟ تعصب اور عداوت کا برا ہو کہ وہ ہنر کو عیب بتارہی ہے۔ حضرت اقدس کا یہ ارشاد تو اس قابل تھا کہ آب زر سے لکھا جاتا مگر مسلمانوں کا نادان وکیل انہیں زہر کا پیالہ پلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں آب حیات دیتا ہوں۔ کوئی انصاف پسند دل لیکر سوچے کہ اگر **محض توحید کا اقرار** جس سے عملی قوت بہی نشو و نما نہیں پاسکتی نجات کے لئے کافی ہے۔ تو پھر کیوں کھلے الفاظ میں نہیں بتایا جاتا کہ ایک زانی۔ بدکار۔ احمق۔ فاجر چور۔ ڈاکو۔ غرض ہر قسم کے عیب کرنے والا انسان محض یہہ کہکر کہ **خدا ایک ہے** نجات پالیگا۔ کیا اس سے عامہ ابن انسانی کو خطرناک صدمہ پہونچانے کی سعی نہیں کی۔ میں بحمد اللہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی **مسلمان** بہی جو **قرآن کریم** کو خدا تعالےٰ کی کامل اور آخری کتاب یقین کرتا ہے اخبار وکیل کی اس رائے کو نہیں مان سکتا۔ بلکہ یہ **صریح الحاد اور کفر بالرسالت ہے** مسئلہ نبوت کے استیصال کی کوشش کرکے اپنے آپکو مسلمانوں کی **حمایت کا مدعی** قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بہی معلوم ہوگیا کہ **وکیل** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتا۔ ورنہ وہ ایسی شوخی اور بے باکی کے ساتھہ ایسی بات منہ سے نہ نکالتا۔

اخبار اہلحدیث - جو سلسلہ عالیہ کا وکیل سے بڑھکر **دشمن** اور مخالف ہے۔ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اسے بہی یہی کہنا پڑا۔ کہ اس مسئلہ میں جمہور **کا خیال مرزا صاحب کے ساتھہ ہوگا** مگر وکیل کے **صوفی صافی** ایڈیٹر صاحب نے مسلمانوں کو نبوت و رسالت چھوڑ اعمال صالحہ سے بہی نجات دیدی۔ اور اسکے دوسرے الفاظ میں یہہ ہیں کہ جو چاہو کرو اور عیسائیوں کے کفارہ کی طرح ایک خدا کا اقرار کافی ہے۔ ایسی کہلی گمراہی کے پہیلانے میں جو شخص مدد دے وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھیں۔ مسلمانوں میں اگر اسلام اور قرآن کریم کی حمایت کے لئے کچھہ بہی حمیت اور پاس ہے تو ایسے بلکو اس کے لئے وہ مل کر نفرت کا اظہار کریں اور اخبار وکیل کے ایڈیٹر سے **توبہ** کرائیں کہ ان کے گہر میں ان کی وکالت کا مدعی ہوکر وہ **کفر کی بولیاں** بولنے لگا ہے اور مسلمانوں کو مسلمان کہلاکر وہ تعلیم دینا چاہتا ہے۔ جو سخت گمراہی ہے۔

اور ایڈیٹر صاحب نے چونکہ سر سید احمد خان انجہانی کے عقیدہ کو گریفنڈ کیا ہے اور گویا تسلیم کر لیا ہے کہ سید صاحب کا یہہ عقیدہ تہا اس صورت میں ایڈیٹر وکیل سے ہی پوچھونگا کہ کیا جس شخص کا یہ عقیدہ ہو وہ **مسلمان کہلائیگا یا گمراہ**۔

وکیل کا فرض ہے کہ وہ اپنی پوزیشن کو صاف کرے اگر اس میں ذرا بہی نور اسلام اور انصاف اور حیا باقی ہے تو وہ صاف الفاظ میں اپنی اس [illegible] اور سخت غلطی کو تسلیم کرلے گا۔ ورنہ وہ بتائے کہ کیا اسکے نزدیک برہمو۔ آریہ اور دوسرے لوگ جو اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں۔ وہ بہی نجات کے حق دار ہیں؟

وکیل جب تک اپنی پوزیشن کو صاف نہ کرے مسلمان معاصرین کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو آگاہ کریں کہ وہ ایسے نادان دوست سے پرہیز کریں اور وہ لوگ جو سلسلہ کی مخالفت کے لئے [illegible] بیٹھے ہیں اسوقت اپنے اخلاقی فرض اور [illegible]

سے کام بکر پبلک کو آگاہ کریں کہ یہہ کیسا بدبودار اور خطرناک مسئلہ اخبار وکیل نے مسلمانوں میں پہیلانا چاہا ہے

میں اس کا جواب پڑھ لینے کے بعد قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت کرونگا بحولہ تعالے کہ محض اقرار توحید کچھہ شئے نہیں۔ جبتک کہ اقرار رسالت نہو بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اللہ تعالے کی ہستی اور اسکی توحید کا اقرار پیدا ہی ہو نہیں سکتا جب تک رسالت پر ایمان نہو۔

اب میں امر دوم پر کچھہ نظر کرنی چاہتا ہوں کہ **وفات مسیح** کا مسئلہ پر سر سید ہی نے روشنی ڈالی ہے اس مقام پر بھی میں عام مسلمانوں کی خدمت میں یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اخبار وکیل کے ایڈیٹر سے اسکی پوزیشن اور اعتقاد کو صاف کرائیں اور وہ صاف الفاظ میں اپنا عقیدہ ظاہر کرے تاکہ انکو بہی اور اس کے خریداروں کو بہی معلوم ہو کہ کفر اور اسلام کی کیا حقیقت ہے۔

ایڈیٹر وکیل اپنا اعتقاد صاف طور پر لکھے کہ **کیا وہ مسیح کو مردہ یقین کرتا ہے؟** جس طرح پر سلسلہ عالیہ احمدیہ پیش کرتا ہے یا اس کے اپنے ہی مذاق پر سہی جیسے سر سید نے لکہا ہے۔ یا وہ انکو زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر مانتا ہے؟ اور نیز وہ یہہ بہی بتائے کہ کیا وہ اس امر کا منکر ہے کہ **مسیح دوبارہ دنیا میں** آئیگا؟ سید صاحب کی بابت تو اس نے لکھدیا ہے کہ مسیح کی موت کے قایل ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کے قایل نہیں۔

مگر لطف تب ہوگا جب ایڈیٹر وکیل بہی کہول کر لکھےگا۔ اس سے مسلمانوں کو بڑا فایدہ پہونچیگا۔ اگر یہہ غلط عقیدہ ہے تو مسلمانوں پر اسکی غلطی کہل جائے گی اور یا وہ ایڈیٹر صاحب وکیل کو ہوش کی دوا پلائینگے۔ اس سے وکیل کی اخلاقی جرأت کا بہی اندازہ ہو جاوے گا۔

اسکے بعد یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ سر سید اور جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ وفات مسیح کے بیان کرنے میں کیا فرق ہے؟ جب میرا خیال نہیں یقین ہے کہ **منشی غلام محمد صاحب مشتہر ایڈیٹر وکیل** نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کو نہیں پڑہا۔ اور ایسا ہی ان کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سید کی تصنیفات کو بہی ملاحظہ نہیں کیا یہہ صرف سنی سنائی بات لکھدی ہے ورنہ وہ ایسی ...... کمزور بات منہ سے نہ نکالتے اور اپنے وضیع اخبار کو ذلیل نہ کرتے۔

مجہے اس امر کا اعتراف ہے کہ سید صاحب نے مسئلہ وفات مسیح پر بحث کی ہے اور وفات مسیح کا اعتراف کیا ہے لیکن یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے محض سید صاحب کے تتبع سے یہ بات لکھی ہے غلط اور بے بنیاد ہے۔ میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ حضرت اقدسؑ نے سید کی وہ بحث دیکھی ہی نہو گی۔ لیکن صرف کسی شخص کے ایک حق امر کے بیان کرنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دوسرا جو اسی امر حق کو بیان کرے تو وہ پہلے کی نقل کرتا ہے۔

منشی فاضل صاحب! مجہے آپ کی اس تحریر پر سخت افسوس اور ہنسی آتی ہے کہ یہہ کیسی طفلانہ بات آپ کے منہ سے نکلتی ہے آپ تو **صوفی** کہلاتے ہیں اور صوفی تو بہت ہی باریک بین اور فلسفی ہوتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ **صداقت آخر صداقت** ہے۔ وہ اول ہی صداقت اور آخر ہی صداقت ہر صداقت کو اسکے صدق کے لحاظ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ نہ اس لحاظ سے کہ زید نے اول بیان کیا اور بکر نے بعد میں۔

مجہے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے اعتقادات آپ کو قرآن کریم کی نسبت شبہ میں نہ ڈالیں کیا آپ نے **ینابیع الاسلام** نام کتاب نہیں دیکھی جس میں ظالم طبع معترض نے قرآن کریم جیسی روشن اور بلیغ کلام کو توریت اور طالمود وغیرہ کتابوں کے مضامین کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ اور خود قرآن مجید میں **اساطیر الاولین** کہنے والوں کے تذکرے موجود ہیں کیا اس سے قرآن کریم کی **شان علو** میں فرق آجائیگا؟ ہرگز نہیں۔

لیکن شاید آپ کے نزدیک **الفضل للمتقدم** کے لغو فقرے کے موافق وہ کتابیں قرآن کریم سے افضل اور اعلے ہوں۔ **آہ! اے نادان وکیل! دیکہو آپ ایک راستباز پر حملہ کرتے اور اس کی طرف لپکتے ہیں مگر نہیں دیکھتے کہ وہ تیر کہاں جاکر لگتا ہے!!!**

آپ خدا کے برگزیدہ مسیح پر حملہ نہیں کرتے بلکہ پہلے سارے راستبازوں اور برگزیدوں اور پہر برگزیدوں کے برگزیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی **مہیمن وحی** پر حملہ آور ہوتے ہیں اور دعویٰ **وکالت اسلام**! شرم

سنو اور خوب کان کہول کر سنو!

والفضل بالخیرات لا بزمان

تقدم زمانی کی وجہ سے ہی فضیلت نہیں ہوا کرتی۔ اور یقیناً نہیں ہوا کرتی۔ اگر یہی بات ہوتی تو پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **افضل الرسل** ہی یقین نہیں کرنے ہونگے۔

سید صاحب کا مسئلہ وفات پر کچھہ لکھنا نہ لکھنے کے برابر ہے۔ جن لوگوں نے سید صاحب کی تصنیفات کو پڑہا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سید صاحب کے اس ناکافی اور ناتمام بحث وفات مسیح کو حضرت مسیح موعود کے عالی پایہ بیان وفات مسیح سے کچھہ بہی نسبت نہیں۔ سید صاحب کو اگر اس وجہ سے فضیلت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے لکہا ہے تو یہ بہی صحیح نہیں یورپ کے فلاسفروں کو انپر بہی فضیلت ہے کیونکہ ان سے بہت عرصہ پہلے یورپ کے فلاسفروں نے بہی رائے ظاہر کی تہی۔ اور **فضلاء یورپ** کی کتابیں اس بارہ میں موجود ہیں۔ اگر آپ انکار کرینگے تو بعض مسائل کے متعلق میں ان کتابوں کے حوالجات ایسے دونگا جنکا بالکل ترجمہ ہی ترجمہ ہے۔

اس مقام پر میں اپنے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر سے کچھہ حصہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس میں انہوں نے اس مسئلہ وفات **مسیح** پر سید اور **حضرت مسیح موعود** کے متعلق بحث کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

سر سید نے بھی توفی کے متعلق بحث کی اور حضرت مرزا صاحب نے بھی۔ مگر اصل اصول کی طرف خیال کیا جائے۔ تو سر سید کی بحث اور مرزا صاحب کی بحث میں زمین آسمان کا فرق ہے سر سید کی بحث صرف اسی حد تک ہے کہ جس طرح ایک حکیم فلسفی مزاج بحث کرتا ہے اور عادتاً بلا جوش و اشتعال و جذبۂ مذہبی کے قانون قدرت کے لحاظ سے ایک مسلّم شدہ بات کو بیان کر دیتا ہے۔ اس سے زیادہ بحث نہیں کی چونکہ سر سید اس قانون قدرت کے اصول کو اپنے نزدیک مانے ہوئے تہے جو ان کے نزدیک مشاہد و معائن تہا۔ اس لئے انہوں نے اضطراراً وفات مسیح کے متعلق بحث کی نہ بحیثیت قرآن شریف اور اس نیت سے کہ اس اصول کی بنا پر مسیح کی **الوہیت** کے کہپا دینے والے مسئلہ کی **بیخ کنی** کیجائے اور پہر کفارہ و صلیب کا قلع و قمع کیا جائے اور سچے تقوے و طہارت کو دنیا میں قایم کیا جائے۔ پہر سر سید کی وہ کتاب جس میں انہوں نے اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کی۔ ایسی شایع و ذایع بھی نہیں ہوئی۔ خود انکا اقرار موجود ہے کہ ہماری کتابیں سو آدمیوں میں ہی شایع نہیں ہوئیں اور ۱۰۰ آدمیوں کے دائرہ سے ہی باہر نہیں گئیں۔ اصل یہ ہے کہ **سر سید** کے ہم خیالوں کا یہہ **شایع شدہ اصول** ہے کہ مذہبی جہگڑوں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے قوموں میں بغض و کینے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ سر سید میں الٰہی جوش نہ تہا اور نہ مامور من اللہ تہے اور صرف معمولی تحریکات کے نیچے اگر مذہب کے متعلق بحث کیا کرتے۔ اس لئے فطرتاً اُن کو ایسی ہمدردی اور ایسا جوش اسلام کیساتہہ نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ایک مامور من اللہ اور سچے مجدد کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

اصل یہہ ہے کہ مسیح کی وفات کا مسئلہ ایک چہوٹا سا مسئلہ نہیں تہا۔ جس کو معمولی طور پر بیان کر کے **چشم پوشی** کیجاتی جس نے غور نہیں کی وہ اسے معمولی سمجہتا ہے۔ مگر سچ یہہ ہے کہ صلیب کی ساری بنیاد یہی مسئلہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے قطعی براہین اور حتمی دلائل کے ساتہہ یہہ ثابت کر کے کہ مسیح بھی اور رسولوں کی طرح ایک **بشر رسول** تھا اور اسی طرح **مر گیا** جس طرح اور انبیاء مر گئے **صلیبی مذہب کی ٹانگ توڑ دی**۔ اور پھر کیسی توڑی؟ کہ اس مسئلہ کے متعلق کتابوں پر کتابیں اور رسالوں پر رسالے لکھتے چلے گئے اور لکھتے چلے جاتے ہیں اور انکو کوئی خوف اور کوئی دھمکی امر حق کے بیان کرنے سے روک نہیں سکتی۔ ساری دنیا اون کے پیچہے پڑ گئی **لعنت ملامت۔ کفر کے فتوے قتل کی دھمکیاں۔ اقدام قتل کے مقدمے جان و مال اور عزت پر حملے یہہ سب کچھہ کیا گیا۔ مگر وہ مرد میدان اور شیر نبرد اپنے کام سے ذرا نہیں ہٹا اور نہ دہیما ہوا جو اُسکے مامور من اللہ اور منجانب اللہ ہونے کی ایک صریح دلیل ہے الاستقامت فوق الکرامت۔**

سر سید میں ایک حد تک اہل اسلام کی ہمدردی کا جوش تو تہا مگر وہ حقانی استقلالی اور الٰہی جوش جو ماموران الٰہی کا خاصہ ہوتا ہے اور جسکی وجہ سے خدا کے مامور **ناکامی** اور **یاس** کا لفظ تک زبان پر لانا نہیں جانتے۔ وہ ہرگز نہ تھا۔ دیکھو ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد سر سید نے رکھی۔ اس بنا پر کہ مسلمانوں کے حق میں اس سے زیادہ اور کوئی مفید تدبیر نہیں۔ کہ انہیں تعلیم اعلے کیطرف مائل کیا جائے اور اس مقصد کے سر انجام کیلئے انہوں نے اپنی تمام **عقل** اور **فراست** کا نتیجہ یہہ کانفرنس تجویز کی۔ چند سال تک اسکو چلا کر آخر ۹۳ء میں بڑی یاس اور حسرت کے ساتہہ اُس کا جنازہ پڑھ دیا۔ یہ بات یونہی سرسری نظر سے دیکھے جانے اور استخفاف سے ٹال دینے کے قابل نہیں۔ اس میں بھی وہی رمز مخفی ہے کہ سید صاحب میں وہ فطری اور جبلی اور قدرتی فاسلکی سبیل ربک ذللا والا جوش نہ تھا اور نہ کبھی سنا گیا ہے کہ خدا کا سچا

مامور حقیقی مجدد باوجود قوم کی بے التفاتی اور کفران نعمت کے اپنے امر مفوض سے دستکش ہوجائے۔ یعقوب اپنے بیٹوں کو حکم دیتا ہے کہ لا تیئسوا من روح اللہ انہ لاییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔

یاس اور قنوط محجوبوں کی سرسری اور سطحی کوششوں کا آخری نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اسلام اور مسلمانان زندہ اسلام اور زندہ قوم مسلمانان اور اُن کی زندہ کتاب اور اُن کا زندہ غیر فانی بیت الحرام اور زندہ نمونہ مدینہ طیبہ میں مرقد مُبارک رسول خدا کا ہو پھر جو شخص اتنی زندگیوں کے ہوتے ہوئے اس زندہ شے پر جنازہ پڑھ دے۔ اُسکی بصارت یا بصیرت کی نسبت ہم کیا کہیں۔ اصل یہہ ہے کہ مجاہدات سے کبھی نہ اُکتانا اور یاس کے کسی محاورہ کو زبان پر نہ لانا یہہ ماموران الٰہی ہی کا خاصہ ہے جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے اور جس میں دل ہو وہ سمجھے۔

اس کے برخلاف حضرت مرزا صاحب کے استقلال۔ استقامت اور عزم کا اور ہی رنگ ہے۔ اُن کا حقّانی جوش۔ سچا اشتعال۔ فوق العادۃ استقلال۔ اُنکو یاس اور قنوط کا لفظ زبان پر لانے نہیں دیتا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے جس بات کے لئے وہ مامور اور حکم ہوکر آئے ہیں۔ اُس فرض کے پورا کرنے میں کوئی مزاحمت و مخالفت انکو دھیما نہیں کرسکتی کسی طرح اُنکے عزم بالجزم میں جنبش نہیں ہوسکتی نومیدی اور یاس کا لفظ وہ جانتے ہی نہیں۔ وہ اپنے دھن کے ایسے پکّے ہیں کہ جس بات کے پیچھے پڑے۔ جس بات کا بیڑا اُٹھایا۔ اُس کے اظہار و تکمیل میں اُنہیں کسی لائم کی ملامت کسی لاعن کی لعنت کا ہرگز خوف نہیں۔ نہ کسی قسم کی نومیدی اُن کے پاس بھٹک سکتی ہے۔ مسئلہ توفی ہی کی طرف غور کرو۔ اس مسئلہ کے اظہار میں اپنے بیگانے چھوٹے بڑے اُن کے دشمن ہوگئے۔ مگر اُنہوں نے کسقدر استقلال دکھایا اور کیسی استقامت ظاہر کی۔ کہ نہیں ٹلے۔ نہیں جھجکے نہیں دھیمے ہوئے حتیٰ کہ عیسائیوں کے خدا (یسوع مسیح) کو موت کا مزہ چکھا کر اس دنیائے فانی سے رخصت نہیں کر دیا۔

حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کی انجیل قرآن کریم سے بڑے بیّن دلائل کے ساتھ یہہ امر یقینی طور پر ثابت کردیا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ بالکل اور نبیوں کے ہمرنگ تھے اور دیگر نبیوں کی طرح وفات پاگئے۔ بجسد عنصری آسمان پر اُٹھائے نہیں گئے۔ نہ کسی غیور اور صادق مسلمان کا دل اس امر کو باور کرسکتا ہے۔ اور ایک لحظ کے لئے بھی تسلیم کرسکتا ہے کہ جو بات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے روا نہ ہو۔ وہ ایک اسرائیلی نبی کے لئے روا ہوجائے۔ ایک مسلمان آدمی کا دل ایک سیکنڈ کے لئے یہی اسبات کو کس طرح گوارا کرسکتا ہے کہ تمام نبیوں کا سرتاج۔ سارے رسولوں کا فخر رحمۃ للعالمین۔ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام من رب العٰلمین تو قبر کے اندر مدفون ہو۔ اور ایک اسرائیلی نبی جو محض شریعت موسوی کا مجدّد اور متبع تھا اور جس کے احکام مختص المقام۔ مختص القوم تھے وہ چڑھتے چڑھتے آسمان پر چڑھ جائے اور رب العالمین کے عرش پر متمکن ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھے۔

ایک رسول اور رسولوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت جب کفار قتل یا قید یا اخراج کا ارادہ کریں۔ تو اللہ تعالےٰ اوس کو کھڑکی کی راہ سے نکال لیجائے اور وہ غار ثور میں جا چھپے۔ اور راستہ کاٹ کاٹ کر خائفاً یترقب مدینہ میں پہونچے۔ اور دوسرے اسرائیلی نبی مسیح پر جب اُسی قسم کا نازک موقع وارد ہو۔ تو اُسکو خداوند تعالےٰ آسمان پر چڑھا لیجائے۔ عرش پر جا بٹھلائے صاحبان! اگر آپ میں سے کوئی شخص اس امر کو روا رکھہ سکتا ہے۔ تو اُس کو اختیار ہے۔ لیکن میری تو روح کانپ اُٹھتی ہے۔ جب اپنے رسول کی نسبت یہ تجویز کروں۔ کہ اوسکو خداوند تعالےٰ نے قبر میں مدفون کرایا۔ اور اسرائیلی نبی کو آسمان پر چڑھایا۔ خاتم النبیین کو اللہ تعالےٰ نے ایک تاریک اور پر خوف غار ثور میں جگہ دی۔ اور مسیح کی ایسی عزت کی۔ کہ اوسے آسمان پر چڑھا کر اپنے داہنے ہاتھ بٹھایا۔ حاشا و کلا۔ کہ میں کبھی کسی اسرائیلی نبی کو اپنے نبی پر کسی امر کسی فضیلت میں ترجیح دوں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو اللہ تعالےٰ نے اپنے صفات کا کامل مظہر ٹھیرایا ہے اور جہاں تک میرا اعتقاد ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کا کوئی ایسا تقاضا نہیں جس کا مظہر اُس نے اپنے پاک۔ اور مقدس محمد رسول اللہ صلعم کو نہ بنایا ہو تو کیسے افسوس کی بات ہے کس قدر شرم کی بات ہے کہ ایسے کامل و مکمل ہادی خدا کی صفات کاملہ کے مظہر اتم کی نسبت کوئی ایسی بات روا رکھی جائے جس میں اُن کی کسر شان ہو۔ یا جس میں کسی اسرائیلی نبی کو اُن پر ترجیح ہو۔ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کی زندگی و موت کو جو خاتم النبییّن ہیں۔ تمام نبیوں کی زندگی و موت کے لئے نمونہ ٹھیرایا ہے۔

پس کبھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی ایسی فضیلت کسی دوسرے نبی میں پائی جائے۔ جس سے حضرت رسول کریمؐ کی ذات والا صفات محروم رہ جائے۔ اگر قبر میں دفن ہونے سے بچا رہنا یا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جا بیٹھنا کسی نبی کے لئے روا ہوتا۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی مقدس ذات کے لئے ہوتا۔ نہ حضرت مسیح کے لئے۔ حضرت مسیح کو کیا خصوصیت ہے۔ کہ وہ خاتم النبییّن سے اس فضیلت میں بڑھ جائے۔ اور اُس نے اپنی پہلی زندگی میں کیا کرکے دکھایا جو اُسکو اتنے عرصہ تک کے لئے آسمان پر زندہ رہنے دیا جاتا۔ تا پھر آسمان سے اُتر کر ویسی ہی عملی کارروائی کرکے دکھاتا پھر یہہ بھی غور کرو۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دین کے لئے اور اُس محمد۔ احمد اور محمود کے مذہب کی خاطر ایک اسرائیلی نبی کو کیا غیرت ہوسکتی ہے اور اُسے غیرت کی ضرورت ہے۔ احمدؐ کے دین کی غیرت تو کسی ایسے شخص کو ہوسکتی ہے جو احمد ہی کے دین پر۔ احمدی دین ہی کا غمخوار اور ہمدرد۔ اور احمد ہی کا غلام ہو۔

سچ پوچھو۔ تو حضرت مسیحؑ کا بجسد عنصری زندہ ماننا عیسائیوں کے عقیدہ کی کیسی تائید ہے۔ اور عیسائیوں کے ہاتھ میں یہہ کتنا بڑا حربہ ہے کہ مسیحؑ کو حی قیوم خدا کی طرح حیّ و قیّوم بنایا گیا۔ اور خداوند کے عرش پر بٹھایا گیا۔ حقیقت میں یہہ عقیدہ خلقت کے تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے عیسائیوں کے پاس ایک بڑا زبردست حربہ ہے۔ حضرت رسول کریم صلعم کی بعثت کیوقت معبودان باطل پوجے جاتے تھے۔ لات و عزےٰ کی پرستش کیجاتی تھی۔ دنیا میں رام چندر مہادیو وغیرہ کی پوجا ہوتی تھی۔ قرآن کریم نے کسی کی تردید کی نسبت ایسا مباحثہ ایسی ناراضگی ظاہر نہیں فرمائی جیسی مسیحؑ کے ابن اللہ ہونے کی نسبت قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض و تخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔ قریب ہے۔ کہ آسمان پھٹ جائیں۔ اور زمین شق اور شگاف ہوجائے۔ پہاڑ چور چور ہوجائیں۔ اس بات سے کہ مسیحؑ کو رحمان کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کو اس حقگی کی ضرورت کیا تھی؟ قرآن شریف جیسی حکیمانہ کتاب میں ایسے خطرناک الفاظ کیوں استعمال ہوئے۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ کو معلوم تھا اور یہ بات اوس کے علم میں تھی۔ کہ اس ابنیّت مسیحؑ کے عقیدہ کی بنا پر سخت گندگیاں۔ ناپاکیاں۔ زناکاریاں۔ فسق و فجور پھیلے گا۔ زمین خطرناک بدکاری سے بھر جائے گی۔ جس سے قریب ہے۔ کہ آسمان ٹوٹ جائے۔ زمین پھٹ جائے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں۔ اور قیامت برپا ہوجائے۔ اور سچ ہے کہ جس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ وہ راستبازی۔ تقویٰ۔ طہارت سے کوسوں دور جا پڑا۔ اُسے تمام راستبازوں کو چور ڈاکو اور رہزن قرار دینا پڑا۔ خدا کے پاک نبیوں میں سے کسی کو زانی کسی کو بدکار کسی کو قاتل وغیرہ ماننا پڑا۔ مسیح کی ابنیّت۔ الوہیّت اور کفارہ کے عقیدہ نے شریعت الٰہی کی پیروی سے محروم رکھا۔ راستبازوں کے چال چلن سے غافل کردیا وہ خطرناک بدکاری۔ زناکاری۔ وغیرہ اون قوموں میں پھیلی کہ آج تک کسی قوم میں اُس کی نظیر پائی نہیں جاتی۔ شریعت باطل۔ توریت تقویم پارینہ ٹھیری۔ بلکہ شریعت کے ماننے والے۔ اور اعمال صالحہ اور تقوےٰ اور طہارت پر بھروسہ رکھنے والے لعنتی قرار پائے۔ اور سخت درجہ کی ناپاکی گندگی پھیلائی گئی۔ رنڈی بازی قماربازی وغیرہ کو قانوناً جاری رکھا گیا۔ لوگ خفیف نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہوا کیا؟ حقیقت میں ان باتوں کا نتیجہ تمام اُن سوسائٹیوں اور قوموں پر پہونچا۔ جہاں جہاں ان لوگوں کا قدم پہونچا تقوےٰ۔ طہارت۔ خشیت اللہ جاتا رہا۔ سب راستبازی دور ہوگئی اور کفارہ کے مسئلہ نے دلوں میں عجیب بے باکی اور ناپاکی تخم کر دی۔

حضرت مرزا صاحب نے اس معاملہ میں ۱۸۹۰ء سے کارروائی شروع کی۔ انہوں نے اس خصوص میں وہ طریق اختیار کیا۔ کہ آج تک کسی سے نہیں ہوسکا۔ معقولی قوم کے سمجھانے کے لئے مسیح کی وفات کو فلسفیانہ اسلوب اور اور ڈھنگ پر جدا بیان کیا۔ اور تمام مسلّمات